چھٹی جماعت کے لیے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ جام شورو

جائزہ شدہ: صوبائی کمیٹی برائے جائزہ کتب بیورو آف کریکیولم و توسیع تعلیم ونگ سندھ، جام شورو

منظور شدہ: صوبائی محکمہ تعلیم و خواندگی حکومت سندھ، بمراسلہ نمبر: ایس او(جی-آئی) ای اینڈ ایل/
کریکیولم 2014 گورنمنٹ آف سندھ، ای اینڈ ایل ڈپارٹمنٹ مؤرخہ 8 اپریل 2016
بطور واحد درسی کتاب برائے مدارس صوبہ سندھ

نگران اعلیٰ: آغا سہیل احمد (چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ)

نگران: عبدالباقی ادریس السندی

مصنّفات: ☆ محترمہ روزینہ جمانی ☆ محترمہ یاسمین جمانی

تحقیق و ادارت: پروفیسر ڈاکٹر سید محسن نقوی

ایڈیٹرز: ☆ ڈاکٹر محمد انس راجپر ☆ نیاز احمد راجپر ☆ عبدالباقی ادریس السندی

صوبائی جائزہ کمیٹی

☆ محترم انجنیئر اے ایل جگرو ☆ محترم افضل جیکب

☆ محترم یونس مسیح ☆ محترمہ مس کسندرا فرنانڈس فیریا

☆ محترم گنیش مل

کمپوزنگ و لے آؤٹ ڈزائننگ: ☆ محمد عمران ☆ اسد اللہ بھٹو ☆ نور محمد سمیجو

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر

باب اوّل: مذاہب کا تعارف

باب دوم : سِکھ مذہب

باب سوم : پاکستان میں مذہبی تہوار

باب چہارم: خاندانی اخلاقی اقدار

باب پنجم: قوانین کی اہمیت وافادیت

باب ششم: آداب

باب ہفتم: شخصیّات

پیش لفظ

علم کا حصول در حقیقت خود شناسی ہے، جو ہمیں اپنی اندرونی قوتوں اور صلاحیتوں کو سمجھنے اور پروان چڑھانے میں مدد دیتی ہے۔ اسی علم کی بدولت انسان اور معاشرہ آگے بڑھتے اور ترقی پاتے ہیں۔ نیز ایک دوسرے کے لیے گرم جوشی کے احساسات اور احترام کے جذبے، محبت اور ایثار کے رویّے اور مثبت سوچ کی وجہ سے انسان نہ صرف خود کو بلکہ پورے معاشرے کو روشن خیالی اور جدّت کی طرف لے جاتا ہے اور آگے چل کر یہی معاشرتی رابطے ایک دوسرے کے لیے باعثِ فیضان ہوتے ہیں۔

اخلاقیات کی یہ کتاب ایک طرف تو طلبہ میں اُن کی انفرادیت، اُن کے خیالات، اُن کی فکر و فہم اور آرا کو وسیع کرنے کے لیے تربیت کا ایک ذریعہ ہے، تو دوسری طرف اسی سوچ، خیال اور سمجھ کو معاشرے میں دوسرے لوگوں کے ساتھ رہنے، ایک دوسرے کو سمجھنے اور نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنے کا اہم درس بھی دیتی ہے۔ اس دہری ذمّے داری کو باریک بینی سے سمجھنے کے لیے نہ صرف طلبہ بلکہ پورے معاشرے میں تگ و دو جاری ہے، کیوں کہ اب ہم خود کو ایک ایسے سمٹے ہوئے عالمی معاشرے میں بین الاقوامی شہری کی حیثیت سے دیکھتے ہیں، جہاں ہر فرد کی سوچ دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود اس پر اثر انداز ہوتی ہے۔ گویا ہم سب کو معاشرے میں ایک ذمے دار اور باشعور شہری کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کرنے کے لیے تیاری کرنی ہوگی، تاکہ گوناگوں اور تکثیریت کے رویّوں کو سمجھتے ہوئے ہم عالمی بھائی چارے کی تعمیر کر سکیں۔ اس ضمن میں امن و آشتی، رواداری، خلوص اور دوسروں کی دیکھ بھال کی صفات اور روایات جس کی تلقین ہر مذہب کرتا ہے، اس پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی بے حد ضرورت ہے۔

طلبہ اخلاقیات کی اس کتاب کے ذریعے مختلف مذاہب کے اہم پیغامات، اُن کے عقائد، رسوم اور اخلاقی قدروں کے ساتھ ساتھ تمثیلی کہانیوں اور مثالوں کے ذریعے روزمرہ زندگی کو بہتر بنانے اور اخلاقی و سماجی مسائل کو خندہ پیشانی سے حل کرنے کے بارے میں جانیں گے۔ اس کتاب میں دیے گئے لائحہ عمل (framework) کی مدد سے طلبہ اپنی شخصیت کو مختلف سیاق (context) میں سمجھنے کے لیے تیار کریں گے، جو انھیں تنگ نظری سے دور اور وسیع النظر بننے میں مدد کرے گی۔ اُمید ہے کہ یہ کتاب طلبہ کے ذاتی مطالعے میں روشن خیالی پیدا کرے گی، ساتھ ہی اساتذہ اور والدین کی مدد سے طلبہ وسیع تناظر میں اپنا اخلاقی اور معاشرتی کردار سمجھنے کے قابل ہوں گے۔

اس بات کو سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ ہم سب ایک خوشحال اور امن پسند مملکتِ پاکستان کے شہری ہیں، جو گوناگونی اور تکثیریت کی عمدہ مثال ہے۔ ہم اپنے اپنے مذہبی عقائد کی مکمل آزادی سے پیروی کرتے ہوئے مذہبی، قومی، اخلاقی اور معاشرتی سیاق (context) میں مخلص اور باوقار تاثر پیش کریں جو آئندہ آنے والی نسلوں کو وحدتِ انسانی کی کڑیوں میں مضبوطی سے جوڑے رکھے۔

طلبہ کے لیے انتہائی لازمی ہے کہ وہ اس کتاب میں موجود خیالات اور حقائق کو نہ صرف غور سے پڑھیں، بلکہ اِس سے متعلق اپنی آرا کا اظہار سرگرمی اور ہدایات میں دیے گئے سوالات و جوابات کی روشنی میں کریں۔ علاوہ ازیں، اُن موضوعات کو سبق کے ساتھ ساتھ معاشرے میں عملی مظاہرے کی صورت میں اپنائیں۔

اخلاقیات کی اِس کتاب کے اہم مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

- اپنے مذہب کے عقائد، رسوم اور اخلاقی پہلوؤں کی سمجھ کو وسیع کرنا اور ساتھ ہی دوسری برادریوں کے عقائد اور رسوم کا احترام کرنا۔
- تکثیریت اور تنوع کے رویّوں کی روشنی میں ایک دوسرے کے لیے رواداری، برداشت اور احترام کے احساسات کی عملی طور پر پیروی کرنا۔
- اپنے آپ کو اچھا اور بہتر انسان بنانے اور معاشرے میں فعّال کردار ادا کرنے کے متعلق غور و فکر کو جاری رکھنا۔

اُمید ہے کہ طلبہ اس کتاب کو پڑھتے وقت مندرجہ بالا خیالات اور مقاصد کو غور سے پڑھیں گے اور ساتھ ہی وقتاً فوقتاً ان خیالات و مقاصد کا جائزہ لیتے رہیں گے، تاکہ وہ اپنے آپ کو اچھا انسان بنانے اور معاشرے میں اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی کوشش میں کامیاب رہیں۔

مُصنّفات

باب اول

مذاہب کا تعارف

۱- مذہب کا تصوّر

مذہب کیا ہے؟

انسانی قلب اور ذہن میں بیدار ہونے والا ایسا مقدّس احساس جو کسی اَن دیکھی بالا تر مقدّس ذات کے وجود سے متعلق ہو۔

(انسائیکلوپیڈیا آف برٹینکا جلد ۱۹، ایڈیشن ۱۳، ۱۹۲۹، صفحہ ۱۰۳)

ہر مذہب اپنے ماننے والوں کو اپنے عقائد مثلاً اعلیٰ ہستی سے منسلک ہونے اور رجوع کرنے، رُسوم مثلاً: عبادات اور پرہیزگاری اور اچھے اخلاق اختیار کرنے اور اچھے اعمال بجالانے کی ہدایات فراہم کرتا ہے۔ مزید یہ کہ مذہبی عقائد، رُسوم اور اخلاقیات کے ساتھ ساتھ انفرادی و ذاتی تجربات اور تلاش بھی انسان کے کردار کی تشکیل کا اہم پہلو ہے۔ مذہب اپنے پیروکاروں کو اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کے ساتھ اچھے اخلاق، خوش مزاجی اور حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔

پیدائش کے ساتھ ہی ہمارا رشتہ مالکِ حقیقی کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی ہم انسانیت کے رشتے سے بھی منسلک ہو جاتے ہیں۔ الغرض بحیثیت انسان ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اس دنیا اور اپنے ارد گرد کے ماحول کی نگہداشت کریں۔ یہی اہم قدریں (Values) ہمیں ایک بہتر انسان بننے اور دوسرے انسانوں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنے کے لیے تیار کرتی ہیں۔

اپنی عبادات کی پابندی اور مذہب کے تمام اَحکام پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی ذات میں اچھی عادات وصفات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارا مذہب ہم سے یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ ہمیں اِس دنیا میں مالکِ حقیقی کی پہچان کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوقات سے اچھے تعلقات استوار کرنے ہیں۔ گویا بحیثیت اشرف المخلوقات ہم پر یہ ذمے داری بھی عائد کی گئی ہے کہ ہم دوسروں کے لیے مثال بنیں۔ کمزوروں کی مدد، بڑوں کی عزّت، چھوٹوں سے پیار، بیماروں کی تیمارداری، بچوں پر رحم، غریبوں اور مسکینوں کے لیے خبر گیری اور ہمدردی وغیرہ، یہ وہ صفات اور خوبیاں ہیں جن کی معاشرے میں ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔

بچو! آپ کے خیال میں ہمیں کن کن اچھی عادات واطوار کو اپنانا چاہیے؟ وہ کون سی اقدار (Values) ہیں جن کی ہمیں اور معاشرے کو ہر لمحہ ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور اُن اقدار کی بدولت ہم تمام انسان ایک دوسرے کے قریب آسکتے ہیں۔

اچھی عادات واطوار کی ایک لمبی فہرست ہے مثلاً سچائی، ایمانداری، دوسروں کا احساس، اخوّت واتّحاد، برداشت، صبر و تحمل، رحم دلی، بڑوں کا ادب اور احترام وغیرہ۔ ہم ان صفات کو مثالوں کی روشنی میں سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ اِن تمام مثالوں کو پڑھتے ہوئے آپ اِس سوال کو ذہن میں رکھیں کہ اِن صفات کو ہم اپنی ذاتی (انفرادی) زندگی میں کس طرح اپنا سکتے ہیں اور اپنے کردار کی بہتر تشکیل کر سکتے ہیں۔

۲- انسانی نشوونما میں مذہب کا کردار

آج چھٹی جماعت کے طلبہ کو لائبریری میں جانے کا موقعہ ملا تھا۔ جیسے ہی تمام بچے وہاں اکٹھے ہوئے تو نوٹس بورڈ پر لکھے ہوئے اس جملے نے انھیں چونکا دیا:

''غار میں رہنے والا انسان آج آسمان کی بلندیوں کو چھُو رہا ہے''۔

ایسا معلوم ہوا کہ ہر بچہ اس رنگ برنگی خوشخط تحریر میں کھو گیا ہے۔ خاموشی کی اس فضا نے انھیں آپس کی سرگوشیوں میں مشغول کر دیا اور تمام طلبہ آپس میں محوِ گفتگو ہو گئے۔ تمام طلبہ اپنے اپنے خیالات کے اظہار میں مگن تھے اور کسی کو ہوش نہ تھا کہ لائبریری میں آواز کی گونج کافی بڑھ گئی تھی۔ اچانک سر ڈیوڈ کی آواز سن کر تمام طلبہ اُن کی طرف متوجہ ہوئے۔

قبل اس کے کہ وہ سر ڈیوڈ سے اپنی الجھنوں اور سوالات کا تذکرہ کریں، سر نے از خود نوٹس بورڈ پر لکھی ہوئی عبارت کے جواب میں کہا کہ دنیا کی ابتدا میں انسانی آبادی نہایت کم تھی۔ جیسے جیسے انسانی آبادی میں اضافہ ہوتا گیا، لوگ آپس میں مل جل کر زندگی بسر کرنے لگے۔ جس رفتار سے آبادی بڑھی، یقیناً ترقی کے امکانات بھی نظر آنے لگے۔ مل جل کر رہنے کی بدولت نئی چیزوں کو اپنانے اور مشکلات کا حل نکالنے میں کامیاب ہوئے۔ چنانچہ اس ترقی نے انسانی زندگی کے ہر پہلو پر اپنے نقوش چھوڑے۔ چاہے اس کا تعلق زراعت سے ہو، یا تعمیرات سے۔ موسیقی و ادب کا میدان ہو یا

معاشرتی و سماجی قانون سازی۔ سیاسی سُوجھ بوجھ ہو یا مذہب کی سمجھ۔ بقول علامہ اقبال:

سمجھتا ہے تُو راز ہے زندگی
فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی

حواسِ خمسہ کی بدولت اپنی ذاتی و انفرادی، سماجی و معاشرتی زندگی میں مختلف چیزوں سے تعلقات کا مشاہدہ کرتے ہوئے انسان نے زندگی کے ہر شعبے میں اپنے پیشروؤں کی نسبت ترقی کو اپنا شعار بنایا۔ اس کی بے شمار وجوہ تھیں، جن میں سب سے اہم حقیقت اپنے سے اعلیٰ ہستی کا اقرار تھا۔ انسان نے جان لیا کہ یہ کائنات اپنے بنانے والے کے حکم سے رواں دواں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ گویا انسان نے اپنی عقل اور شعور کی مدد سے کائنات کے ہر علم سے خود کو منوّر کرنا شروع کیا۔ جس میں خوشی، غم، زندگی، موت، اچھائی اور بُرائی وغیرہ نے انسانی سوچ پر گہرا اثر ڈالا۔

تمام طلبہ نہایت دلچسپی سے انسانی ارتقا کی کہانی سن رہے تھے۔ سر ڈیوڈ نے مزید کہا کہ جب انسان نے مل جل کر رہنا شروع کیا تو ان کو قوانین و ضوابط کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اپنے عقل و فہم کی بدولت انسان نے بہت سے قوانین و ضوابط بنائے جو سب کے لیے مفید ہوں اور سب مل جل کر ان کی پابندی کریں تاکہ لوگوں کے درمیان آپس میں پیار و محبت اور امن کی فضا قائم ہو۔ دنیا کے تمام مذاہب لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نیکی اور محبت کرنے کا درس دیتے ہیں۔ ہر مذہب اپنے پیروکاروں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ ہر دور میں انسانوں کا احترام کریں۔ آپس میں تفریق کی بجائے مساوات اور بھائی چارے سے رہیں اور اپنی زندگیوں میں توازن پیدا کریں۔ آپس میں ایک دوسرے کی جان و مال اور حقوق کی حفاظت کریں۔ اچھی سوچ کے ساتھ ساتھ اچھے اعمال کا مظاہرہ کریں اور وہ تمام احکام جو مذہب نے انسان کو دیے ہیں، ان پر سختی سے عمل پیرا ہوں۔ انھیں کی بدولت انسانیت کی تعمیر اور درحقیقت معاشرے کی تعمیر ممکن ہے۔

- مذہب، مالکِ حقیقی سے منسلک ہونے اور اس اعلیٰ ہستی کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے، جس سے ہم ایک گہرا رشتہ قائم کر لیتے ہیں۔
- مذہب ہمیں بہتر انسان بننے اور دوسرے انسانوں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنے کی تلقین کرتا ہے۔
- مذہب ہمیں خود شناسی اور ذاتی تجربات کا موقع فراہم کرتا ہے۔
- درحقیقت تمام مذاہب اخلاقیات کا درس دیتے ہیں۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں:

(۱) کسی بھی مذہب کے بنیادی عناصر کون کون سے ہیں؟

(۲) بحیثیت اشرف المخلوقات ہم پر کون کون سی ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں؟

(۳) پیدائش کے ساتھ ہی ہم کن کن رشتوں سے منسلک ہو جاتے ہیں؟

ب۔ درج ذیل سوالوں کا مفصّل جواب تحریر کریں:

(۱) آپ کے خیال میں مذہب ہمارے کردار کی تشکیل میں کس طرح رہنمائی کرتا ہے؟
(۲) تصورِ مذہب سے متعلق اپنے خیالات بیان کریں۔
(۳) انسانی نشوونما میں مذہب کا کردار کیا ہے؟

ج۔ خالی جگہوں کو مناسب الفاظ کی مدد سے پُر کریں:

(۱) مالکِ حقیقی ہماری.................. سے بالاتر ہے۔
(۲) ہمیں اللہ تعالیٰ نے.................. کے درجے پر فائز کیا ہے۔
(۳) ہمارا مذہب ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم............... انسان بنیں۔

د۔ اس سبق سے متعلق اپنی پسند کے کوئی دو نکات تحریر کریں، جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں:

(۱) ____
(۲) ____

ہ۔ اپنی جماعت کے چار گروہ بنائیں اور تمام گروہ اپنے ساتھیوں سے مالکِ حقیقی سے مانگی جانے والی دعاؤں سے متعلق بات چیت کریں۔

و۔ چاروں گروہ مشترک دعاؤں کو منتخب کر کے چارٹ پر تحریر کریں اور بعدازاں کلاس میں آویزاں کریں۔

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے والدین کی مدد سے اپنے مذہب کی رسوم سے متعلق معلومات جمع کریں اور آئندہ کلاس میں اُس کا خلاصہ پیش کریں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عقائد	عقیدہ کی جمع، یقین وایمان	رواداری	دوسروں کے احساسات کا خیال رکھنا
اخلاقیات	وہ علم جس میں اخلاق کا مطالعہ کیا جاتا ہے	رسوم	رسم کی جمع
آگہی	آگاہی کا مخفف، واقفیت، خبر، علم	صفات	صفت کی جمع
اقدار	قدر کی جمع، قدریں	اطوار	طور کی جمع، ڈھنگ، طریقے، چال چلن
تلقین	نصیحت، ہدایت		
تقاضا	طلب، خواہش	رجوع	مُڑنا، واپس ہونا
حواسِ خمسہ	پانچ حواس۔ دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی پانچ قوتیں	نگہداشت	دیکھ بھال
		وسیع	دُوررس سوچ

۳۔ اچھے اخلاق اور اعلیٰ کردار کی تشکیل

(الف) اخلاقی کہانیاں (اصلاحِ ذات)

ا۔ اتحاد کی برکت

کسی گاؤں میں ایک بوڑھا رہتا تھا۔ اُس کے پانچ بیٹے تھے۔ وہ ہمیشہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ بوڑھا باپ اُن لڑکوں کو سمجھا سمجھا کر تھک گیا تھا۔ بالآخر ایک دن اُس نے اپنے بچوں کو سبق دینے کے لیے لکڑیوں کا ایک گٹھا منگوایا اور پانچوں بیٹوں کو بلا کر ہر ایک کو باری باری اُس گٹھے کو توڑنے کے لیے کہا۔ مگر وہ اُس گٹھے کو نہ توڑ سکے۔

پھر بوڑھے والد نے اُس گٹھے کو کھول کر ایک ایک لکڑی اُن کے ہاتھ میں دے کر توڑنے کو کہا۔ اُن میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی لکڑی کو فوراً توڑ دیا۔ بوڑھے والد نے اپنے پانچوں بیٹوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ ”دیکھا میرے فرزندو! جب تک یہ لکڑیاں ایک گٹھے سے بندھی ہوئی تھیں، تو تم میں سے کوئی اُن کو نہ توڑ سکا، لیکن جیسے ہی یہ الگ کر دی گئیں تو تم نے فوراً اُن کو توڑ دیا اسی طرح جب تک تم آپس میں اکٹھے ہو کر رہو گے اُس وقت تک کوئی بھی تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لیکن اگر تم آپس میں لڑو جھگڑو گے تو تمھارے دشمن تم کو تباہ کر دیں گے“۔

اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم سب آپس میں ہمیشہ مل جل کر رہیں۔ ایک دوسرے سے پیار محبت سے پیش آئیں۔ ایک دوسرے کی مدد کریں تاکہ کوئی ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے۔

۲۔ حلال کمائی

کہتے ہیں کہ ایران کا مشہور بادشاہ نوشیروان جو اپنے عدل او نصاف کے باعث نوشیر وان عادل کہلاتا تھا، ایک بار شکار کے لیے اپنے سپاہیوں اور باورچی کے ساتھ دُور جنگل میں گیا۔ دوپہر کا وقت تھا اور شکار گاہ میں کباب تیار کیے جا رہے تھے کہ اتفاق سے نمک ختم ہو گیا تو باورچی نے ایک سپاہی سے کہا کہ قریب کی بستی میں جا کر کسی سے نمک لے آؤ۔ بادشاہ نے یہ بات سُن لی۔ اُس نے سپاہی کو بلایا اور اُسے تاکید کی کہ قیمت ادا کیے بغیر نمک ہر گز نہ لانا۔ سپاہی نے عرض کی:

''حضورِ والا! ایک ذرا سے نمک کی بات ہے، کسی سے مفت لے لوں گا تو کیا فرق پڑے گا؟''

نوشیر وان عادل نے کہا: ''ضرور فرق پڑے گا۔ یاد رکھو، بُرائی ابتدا میں معمولی ہی دکھائی دیتی ہے، لیکن پھر وہ بڑھتے بڑھتے بڑی بُرائی بن جاتی ہے جسے مٹانا آسان نہیں ہوتا''۔

''اگر ایک بار حرام لقمہ ہمارے گلے سے نیچے اُتر گیا تو ہر اچھائی، سچائی اور نیک نیتی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ حلال کمائی کی بدولت ہی دنیا اور آخرت میں پاکیزگی حاصل ہوتی ہے''۔

۳۔ والدین کی خدمت

حضرت بایزید بُسطامیؒ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔
اپنی والدہ کی خدمت کو آپ بہت بڑی عبادت سمجھتے تھے۔ ایک رات ماں نے اُن سے پانی مانگا۔ بایزیدؒ پانی لینے گئے، صراحی دیکھی تو خالی پڑی تھی، کسی اور برتن میں بھی پانی نہ تھا۔ آپ پانی کے لیے دریا کی طرف چل پڑے اور سخت سردی کے باوجود دریا سے پانی لے کر آئے۔ جب آپ پانی لے کر واپس آئے تو والدہ سو چکی تھیں۔ آپ پانی کا پیالہ لے کر اُن کے بستر کے قریب کھڑے ہو گئے۔

کچھ گھنٹوں بعد ماں کی آنکھ کُھلی تو اُنھوں نے بایزید کو پانی لیے کھڑے ہوئے دیکھا۔ والدہ نے اُٹھ کر پانی پیا اور کہنے لگیں: ''بیٹے! تم نے اتنی تکلیف کیوں اٹھائی؟ بستر کے قریب پانی رکھ دیتے، میں اٹھ کر خود پی لیتی''۔ حضرت بایزیدؒ نے جواب دیا: آپ نے مجھ سے پانی مانگا تھا، مجھے اِس بات کا ڈر تھا کہ جب آپ کی آنکھ کُھلے تو کہیں میں آپ کے سامنے سے غیر حاضر نہ ہوں''۔

والدہ یہ سُن کر بہت خوش ہوئیں اور حضرت بایزیدؒ کو بہت دعائیں دیں۔

۴۔ شہد کی مکھّی سے سبق (نظم)

رکھتے ہو اگر ہوش تو اِس بات کو سمجھو
یہ علم بھی اک شہد ہے اور شہد بھی ایسا
ہر شہد سے جو شہد ہے میٹھا ، وہ یہی ہے
یہ عقل کے آئینے کو دیتا ہے صفائی
سچ سمجھو تو انسان کی عظمت ہے اِسی سے

تم شہد کی مکھی کی طرح علم کو ڈھونڈو
دنیا میں نہیں شہد کوئی اِس سے مُصَفَّا
کرتا ہے جو انساں کو توانا ، وہ یہی ہے
یہ شہد ہے انساں کی ، وہ مَکھی کی کمائی
اس خاک کے پتلے کو سنوارا ہے اِسی نے

پُھولوں کی طرح اپنی کتابوں کو سمجھنا
چَسکا ہو اگر تم کو بھی کچھ علم کے رَس کا

(علامہ اقبالؒ)

اس نظم میں علامہ اقبالؒ تمام انسانوں کو علم حاصل کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ علم کی تلاش اور علم سیکھنے کا یہ عمل انسان کو دانا یعنی عقل مند بناتا ہے جس کی بدولت وہ صحیح اور غلط، اچھائی اور برائی میں فرق کر سکتا ہے اور اپنی حقیقت کو جان لیتا ہے۔ گویا وہ لوگ جو علم کی تلاش کا سفر شروع کرتے ہیں وہ خود شناسی حاصل کرتے ہیں جس کی بدولت انھیں خُدا شناسی بھی حاصل ہوتی ہے۔

۵۔ کسان کی سادگی

کسان کی بیوی نے جو مکھن کسان کو تیار کر کے دیا تھا وہ اسے لے کر فروخت کرنے کے لیے اپنے گاؤں سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا، یہ مکھن چار گول پیڑوں کی شکل میں بنا ہوا تھا اور ہر پیڑے کا وزن ایک پاؤ تھا۔ شہر میں کسان نے اس مکھن کو حسبِ معمول ایک دکاندار کے ہاتھوں فروخت کیا اور دکاندار سے چائے کی پتی، چینی، تیل اور صابن وغیرہ خرید کر واپس اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا۔ کسان کے جانے کے بعد دکاندار نے مکھن کو فریزر میں رکھنا شروع کیا۔ اسے خیال گزرا کیوں نہ ایک پیڑے کا وزن کیا جائے۔ وزن کرنے پر پیڑا 200 گرام کا نکلا، حیرت و صدمے سے دوکاندار نے سارے پیڑے ایک ایک کر کے تول ڈالے مگر کسان کے لائے ہوئے سب پیڑوں کا وزن ایک جتنا یعنی 200 . 200 گرام ہی تھا۔ اگلے ہفتے کسان حسبِ سابق مکھن لے کر جیسے ہی دکان کے چبوترے پر چڑھا، دوکاندار نے کسان کو چلاتے ہوئے کہا کہ وہ دفع ہو جائے، کسی بے ایمان اور دھوکے باز شخص سے کاروبار کرنا اس کا دستور نہیں ہے۔ 800 گرام مکھن کو پورا ایک کلو گرام کہہ کر بیچنے والے شخص کی وہ شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ کسان نے افسردگی سے دکاندار سے کہا: ''میرے بھائی مجھ سے بد ظن نہ ہو ہم تو غریب اور سادہ لوگ ہیں، ہمارے پاس تولنے کے لیے باٹ خریدنے کی استطاعت کہاں۔ آپ سے جو ایک کلو گرام چینی لے کر جاتا ہوں اسے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ کر دوسرے پلڑے میں اتنے وزن کا مکھن تول کر لے آتا ہوں۔''

یہ سنتے ہی دکاندار نے شرمندگی کے مارے اپنے سر کو جھکا لیا اور اعترافِ جرم کیا کہ اس بے ایمانی اور تول کی کمی کا اصل قصور وار میں ہی ہوں نہ کہ تم۔ کیوں کہ تمھارا پیمانہ میری چینی کا وزن تھا جس میں 100 گرام کی کمی تھی اس لیے اب مجھے احساس ہو گیا ہے کہ بُرے عمل کا نتیجہ ہمیشہ بُرا نکلتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ جیسا تم بوؤ گے ویسا ہی کاٹو گے۔

۶۔ ایثار و ہمدردی

کاشف نے ڈاکٹر کی فیس ادا کر کے نمبر لے لیا اور استقبالیہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ یہ اسپتال شہر کا کافی مشہور اسپتال تھا۔ یہاں نامور ڈاکٹر بیٹھا کرتے تھے۔ اس اسپتال میں بہت سے مریض آتے اور اپنا علاج کرواتے تھے۔

اک روز ایک بوڑھی عورت اپنے نو عمر لڑکے کو علاج کی غرض سے اس بڑے اسپتال میں لے آئی۔ استقبالیہ پر پہنچ کر اُس نے مختلف ڈاکٹروں کے بارے میں دریافت کیا اور ساتھ ہی اسپتال کی فیس بھی معلوم کی۔ جیسے ہی نرس نے یہ تمام معلومات فراہم کیں، اُس بوڑھی ماں کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر باہر جانے لگی کیونکہ اُس کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ اپنے بیمار بچے کا علاج کرواتی۔

اماں جی! سُنیے۔ کاشف نے پکارا۔ بوڑھی عورت پلٹی تو کاشف نے کہا' یہ لیجیے فیس کارڈ اور ڈاکٹر سے ملاقات کرنے کا نمبر۔ آپ اطمینان سے اپنے بیٹے کا معائنہ کروالیجیے، تب بوڑھی عورت نے پوچھا کہ تم نے یہ فیس کیوں ادا کی؟

کاشف نے جواب دیا:' اماں جی! میں چاہتا تھا کہ کسی کی مدد کی جائے، آپ کی اجازت ہو تو میں آپ کے بیٹے کے علاج کے لیے مالی مدد کرنا چاہتا ہوں۔

بوڑھی اماں نے روتے ہوئے کاشف کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا اور بہت دعائیں دیں۔

سبق کا خلاصہ

- مذہب اپنے پیروکاروں کو نیک اعمال کرنے کی تلقین کرتا ہے، اور اس بات کی ہدایت کرتا ہے کہ اپنے ہر عمل کا جائزہ لیتے رہیں۔ کیوں کہ اعمال کے مطابق ہی ہمارا احساب کتاب ہو گا۔
- اچھے اعمال کیوں ضروری ہیں؟ اور ان اعمال کو کیسے اپنایا جائے، اس کی ہدایت ہمیں اپنے گھر میں والدین سے اور آس پاس کے لوگوں سے ملتی ہے۔ ساتھ ہی اپنے اپنے مذہب پر عمل کر کے اُن تمام احکامات تک رسائی ہوتی ہے جس میں مالکِ حقیقی ہم تمام انسانوں کو اچھے کام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔
- لوگوں کے واقعات، اُن کی مثالیں اور زمانے میں رائج تمثیلیں ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینے میں مدد دیتی ہیں۔
- اخلاقی کہانیوں کا مقصد اصلاحِ ذات ہے، جن کو پڑھنے سے ہمیں اپنے آپ کو بہتر انسان بنانے میں ذہنی آمادگی حاصل ہوتی ہے۔
- ہر مثال یا کہانی پڑھنے کے بعد اپنا ذاتی جائزہ لینا ہی ہمارا اصل مقصد ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں:

(۱) آپ کے خیال میں حلال کمائی کیوں ضروری ہے؟

(۲) نااتفاقی کے کیا نقصانات ہیں؟

(۳) آپ کے خیال میں دکاندار نے کسان پر دھوکے کا الزام کیوں لگایا؟

(۴) گھر میں لڑائی جھگڑوں سے کیا نقصانات ہوتے ہیں؟

(۵) کسی بھی رشتے کو سمجھنے کے لیے کن اہم پہلوؤں کا معلوم ہونا لازمی ہے؟
(٦) علم حاصل کرنا کیوں ضروری ہے؟
(۷) شہد کی مکھی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟
(۸) کاشف نے بوڑھی عورت کی مدد کیوں کی؟

ب۔ ”یہ عقل کے آئینے کو دیتا ہے صفائی“ اس مصرعے کی روشنی میں علم کے فوائد بیان کریں۔

ج۔ درست جواب کی نشاندہی کریں۔

۱۔ ایران کا بادشاہ نوشیرواں مشہور تھا:
(۱) قتل وغارت گری میں (۲) ادب و احترام میں (۳) عدل وانصاف میں
(۴) لالچ اور حرص میں

۲۔ حلال کمائی سے دنیا و آخرت میں حاصل ہوتی ہے:
(۱) بزرگی (۲) شائستگی (۳) پاکیزگی (۴) آلودگی

۳۔ ہمیں شہد کی مکھی سے کس چیز کے حاصل کرنے کا سبق ملتا ہے:
(۱) خزانہ (۲) دولت (۳) رُتبہ (۴) علم

۴۔ بوڑھے والد نے اپنے بچوں کو توڑنے کو کہا:
(۱) دروازہ (۲) لوہا (۳) لکڑی (۴) تالا

د۔ اخلاقی کہانیاں: اصلاحِ ذات کے موضوع سے متعلق اپنی پسند کے کوئی دو نکات تحریر کریں، جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(۱) ____

(۲) ____

ہ۔ اپنے پسند کی کوئی دو کہانیاں تلاش کر کے کاپی میں لکھیں اور یہ بتائیں کہ اُن کہانیوں میں اصلاحِ ذات سے متعلق آپ نے کیا سیکھا۔

و۔ اپنی کہانیوں سے حاصل کیا ہوا پیغام کو اپنے ساتھیوں کو بتائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ گھر میں موجود اخبارات اور رسائل سے اخلاقی کہانیاں جمع کر کے انھیں ایک کتابچے کی شکل دیں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اصلاح	بہتری	عظمت	بڑائی
مخاطب	جس سے بات کی جائے	خودشناسی	خود کو پہچاننا
بگاڑ	فساد	خداشناسی	مالکِ حقیقی کو پہچاننا
شکارگاہ	شکار کرنے کی جگہ	پیشکش	پیش کی ہوئی چیز (Offer)
اتفاق	اتحاد	آغوش	گود
لقمہ	نوالہ	مصرع	شعر کا ایک حصّہ
مُصَفّا	صاف کیا ہوا	دستور	رسم و رواج
بدظن	شک کرنا، بدگمانی کرنا	استطاعت	طاقت، حیثیت
نامور	مشہور	استقبالیہ	اسپتال یا ہوٹل میں معلومات حاصل کرنے کی جگہ (Reception)
مستحق	حقدار		
باٹ	کوئی چیز تولنے کا پیمانہ		

(ب) اخلاقی کہانیاں (اصلاحِ معاشرہ)

ا۔ گدھا گاڑی کے مالک کی دکان دار سے فریاد

پُرانے زمانے کی بات ہے کہ ایک مرتبہ ایک گدھا گاڑی والا دکان دار سے اِس لیے بحث کر رہا تھا کہ اُس نے اپنی دکان کی اشیا کو نمائش کرنے اور لوگوں کی توجہ زیادہ مبذول کرانے کے لیے دکان کو جائز حد سے آگے غیر قانونی طور پر بڑھا لیا تھا، جس کی وجہ سے سامان سے لدی ہوئی اُس کی گدھا گاڑی کو گزرنے میں دشواری ہو رہی تھی۔

دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ دکاندار نے دکان کا کوڑا کرکٹ عام لوگوں کے چلنے کی جگہ پر پھینک دیا تھا جس کی وجہ سے گدھا گاڑی آگے کی طرف نہیں بڑھ سکتی تھی۔ دکاندار ان دونوں مسائل سے بے نیاز اپنی ہی دھن میں مگن دکھائی دے رہا تھا۔ اُسے گدھا گاڑی والے کی تکلیف کا ذرا بھر بھی احساس نہ تھا۔

''آخر اِس مسئلے کا فیصلہ کون کرے گا''؟ گدھا گاڑی والے نے چِلا کر کہا۔ فوراً ہی کسی نے محتسب کو خبر کر دی، جن کی ذِمّے داری بازار میں اشیائے خُورد و نوش کی قیمتوں میں اعتدال کرنا، بازار میں موجود دکانداروں سے متعلق شکایات کو دُور کرنا، سبزی فروش، گوشت فروش، کپڑا بیچنے والے، درزی، موچی، یہاں تک کہ پانی فروخت کرنے والے تک، گویا تمام لوگوں کے معاملات کی دیکھ بھال کرنا تھا۔

جب محتسب کو اس مسئلے کا علم ہوا تو وہ اُس جگہ آن پہنچا اور فریقین کی بات کو غور سے سُنا اور پھر مسئلے کو حل کرتے ہوئے دکان دار کو حکم دیا کہ وہ فوراً اپنی دکان کی تجاوزات ہٹا لے اور آئندہ سے اِس بات کا خیال رکھے کہ عوام کے لیے چھوڑے گئے راستوں پر ناجائز قبضہ نہ کرے۔

اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم دوسروں کے لیے رحمت بنیں نہ کہ زحمت۔

۲۔ ایک چرواہے کی فراست و دانائی

سندھ کے مشہور حاکم جام نظام الدین ایک دن کسی جنگل میں شکار کے لیے گئے۔ سارا دن خوب شکار کیا۔ واپسی پر ان کا پانی ختم ہو چکا تھا اور پیاس بھی بہت لگ رہی تھی۔ انھوں نے جنگل میں ایک جھونپڑا دیکھا۔ وہ اس کے قریب گئے اور آواز دی۔ آواز سن کر ایک غریب شخص باہر نکل کر آیا۔ جام نظام الدین نے اس سے پانی مانگا۔ وہ آدمی ایک بڑے پیالے میں گھڑے کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی لایا مگر اس میں کچھ تنکے بھی ڈال دیے۔

شدید پیاس کی وجہ سے جام نظام الدین نے ان تنکوں کو پھونک پھونک کر پانی پی لیا۔ جب پانی پی چکے تو اس چرواہے سے پانی میں تنکے ڈالنے کی وجہ پوچھی۔ غریب شخص نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ حضور میں نے دیکھا کہ آپ کو شدید پیاس لگ رہی تھی۔ اگر اس پانی میں تنکے نہ ڈالتا تو آپ سارا پانی جلدی سے پی جاتے جس سے آپ کو کوئی تکلیف ہو سکتی تھی۔ اس لیے میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس پانی میں کچھ تنکے ڈال دوں تاکہ آپ پانی کو آہستہ آہستہ اور سکون سے پئیں۔ اس طرح آپ کی پیاس بھی بجھ جائے گی اور آپ تکلیف سے بھی بچ جائیں گے۔

جام نظام الدین اس غریب شخص کی فراست اور دانائی پر حیران رہ گئے۔ نہایت خوش ہوئے اور اسے اپنی فوج کا سپہ سالار بنالیا یہ سپہ سالار آگے چل کر اپنے وطن کی حفاظت کی خاطر دشمن سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔

یہ غریب شخص ایک چرواہا تھا مگر اپنی فراست و دانائی کی وجہ سے آج بھی سندھ کی تاریخ میں دولھا دریاخان کے نام سے مشہور ہے۔

۳۔ دوسروں کا خیال رکھنا: ایک خوبصورت احساس

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک گاؤں میں عادل نامی ایک بچہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ وہ راستے سے گزر رہا تھا کہ ایک کسان کو دیکھا جو انتہائی بڑھاپے کے باوجود آم کا پودا لگا رہا تھا۔ عادل نے جُھک کر بزرگ سے پوچھا:

"بڑے میاں! اِس بڑھاپے میں کیا اُگا رہے ہو، تم کہاں اس کا پھل کھا سکوگے؟" اُس بزرگ نے اپنا سر اٹھایا اور اطمینان کے ساتھ کہنے لگا" جن درختوں سے آج میں پھل کھا رہا ہوں، وہ میں نے نہیں، بلکہ میرے آباؤ اجداد نے لگائے تھے۔ آج میں درخت اُگا رہا ہوں تا کہ میرے بچے، بچیاں اور پوتے، پوتیاں اِس کا پھل کھا سکیں"۔

عادل، کسان کی بات سُن کر حیران رہ گیا۔

۴- ایک تاجر کا جُوتا

ایک دن ایک تاجر ٹرین میں سوار ہوا۔ اس کے ہمراہ لوگوں کا بڑا ہجوم تھا جو روزانہ ٹرین کا سفر کرتے تھے۔ جیسے ہی تاجر نے ٹرین میں اپنا پہلا قدم رکھا، لوگوں کی بِھیڑ کی وجہ سے اس کے بائیں پیر کا جوتا نکل کر ٹرین سے باہر جا گرا۔

ٹرین بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگی، اتنی تیزی سے کہ وہ تاجر اپنے بائیں پیر کا جوتا نہ اٹھا سکا۔ کچھ ہی لمحوں میں اُس ٹرین میں سوار ساتھیوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انھوں نے دیکھا کہ اس تاجر نے خوشی اور اطمینان سے اپنے دائیں پیر کا جوتا بھی نکال کر ٹرین کے باہر پھینک دیا۔

تاجر نے جیسے ہی جوتا باہر پھینکا تو لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ انھوں نے ایسا کیوں کیا؟ اُس وقت انھوں نے مُسکراتے ہوئے جواب دیا کہ مجھ جیسے کسی اور غریب کو اگر ایک پیر کا جوتا ملے گا تو وہ نہ اس کے کام کا ہوگا اور نہ ہی میرے پاس یہ کسی کام کا ہے بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں جُوتے کسی غریب کو مل جائیں تاکہ کم از کم اُس کی ضرورت تو پوری ہو سکے۔ تاجر کی یہ بات سُن کر لوگ خاموش ہو گئے جب کہ وہ مسلسل مسکراتا رہا۔

۵۔ خوش اخلاقی ایک اعلیٰ وصف
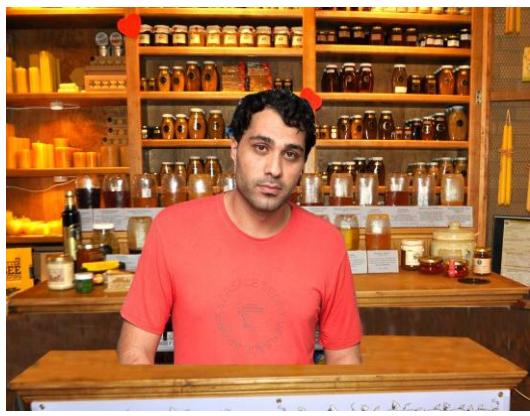
ایک ہنس مُکھ اور خوش اخلاق دُکاندار شہد کا کاروبار کرتا تھا۔ اُس کی خوش مزاجی اور اچھے اخلاق کی وجہ سے اُس کی دکان پر گاہکوں کا رش لگا رہتا تھا اور اُس کا شہد بہت بِکتا تھا۔

ایک دوسرا شخص جو بدزبان اور بدمزاج تھا، اُس کے کاروبار کو بڑھتا دیکھ کر اُس سے حسد کرنے لگا اور سوچنے لگا کہ یہ شخص اکیلا کیوں فائدہ اٹھائے۔ چنانچہ اُس نے دل

میں خیال کیا کہ ''میں بھی شہد بیچوں گا اور اُس کے گاہکوں کو اپنی طرف کھینچ لوں گا۔'' چنانچہ اُس نے پہلے والے شخص کی دکان کے قریب ہی اپنی شہد کی دکان کھول لی، مگر کئی دنوں تک اُس کی دکان پر کوئی گاہک نہ آیا۔

آخر تنگ آکر ایک دن وہ اپنی بیوی سے کہنے لگا، ''نہ معلوم میرے شہد میں کیا خرابی ہے کہ کوئی بھی گاہک میری دکان پر نہیں آتا، جب کہ اُس کی دکان پر لوگوں کا رش برقرار ہے؟''

یہ سُن کر اس کی دانا بیوی جو اُس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھی، کہنے لگی ''کڑوی زبان والے شخص کا شہد بھی کڑوا ہوتا ہے''۔

٦- ایچ جی ویلس کی شفقت

ایچ جی ویلس انگریزی ادب میں ایک نامور مصنف کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ انھوں نے لندن کے شہر میں ایک عالی شان گھر بنوایا تھا، مگر بجائے اُس گھر میں رہنے کے وہ ایک معمولی سے مکان میں رہتے تھے۔ انھوں نے اپنا گھر اپنے ملازمین کو دے رکھا تھا۔

جب اس بات کی خبر ایچ جی ویلس کے دوست واحباب کو ہوئی تو اُن کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ انھوں نے ایچ جی ویلس سے اس بات کی وضاحت چاہی کہ آخر انھوں نے ایسا کیوں کیا؟ کیونکہ عام طور پر خوبصورت اور عالیشان کوٹھیوں کے مالک اپنے محلوں میں خود قیام کرتے ہیں، نہ کہ اپنے ملازمین کو رکھتے ہیں۔

تب ایچ جی ویلس نے جواب دیا کہ اپنے بچپن میں وہ اپنی والدہ کے ساتھ ان چھوٹے چھوٹے مکانوں میں رہتے تھے اور وہ جانتے ہیں کہ وہاں کی زندگی کیسی ہوتی ہے۔ لوگ کن حالتوں میں رہتے ہیں۔ اب جب کہ میں اکیلا رہ گیا ہوں اور گھر میں کوئی اور نہیں ہے تو اتنی بڑی عالیشان کوٹھی میں رہ کر کیا کروں۔ بہتر ہے کہ اس بڑی سی کوٹھی میں میرے ملازمین اپنے گھر والوں کے ساتھ خوشی اور آرام سے رہیں تاکہ ان کے بچوں کو کسی پریشانی کا سامنا نہ ہو۔ میرے لیے وہ معمولی مکان کافی ہے جہاں میں سکون سے اپنا کام کرسکوں۔

جب ایچ جی ویلس کے دوستوں نے ان کی یہ بات سُنی تو ان کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے کہ وہ ایسے شفیق شخص تھے کہ جو خود تکلیف میں رہ کر دوسروں کو خوشی دینے کا فن جانتے تھے۔

- معاشرہ اُس وقت بہتر ہوگا جب ہم ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھیں گے۔
- انسان سماجی حیوان ہے اور وہ اکیلا نہیں رہ سکتا۔ گویا ہر انسان کو چاہیے کہ وہ دوسروں سے پیار اور محبت، رواداری اور ہمدردی سے پیش آئے۔
- دنیا میں انسان بہت سے مراحل سے گزرتا ہے جس میں بچپن، جوانی، بڑھاپا وغیرہ شامل ہیں اور یہ قطعی طور پر بھی قابلِ قبول نہیں کہ انسان اس دنیا میں بغیر کسی سہارے کے اکیلے زندگی بسر کرلے اور وہ اپنے حالات اور ماحول سے خوش ہو۔ گویا ہر شخص کو معاشرے میں اپنے کردار سے متعلق غور و فکر کرنا چاہیے۔
- ایک دوسرے کو برداشت کرنا اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے سے ہی ہم بہتر معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔
- خود تکلیف میں رہ کر دوسروں کو خوشی اور راحت دینے سے بڑا سکون ملتا ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں:

(۱) کسی بھی دکاندار کے لیے خوش مزاجی کیوں ضروری ہے؟

(۲) تاجر نے اپنے دوسرے پیر کا جوتا کیوں پھینک دیا؟

(۳) کیا آپ کے خیال میں دکانداروں کے لیے اپنی دکان سے باہر اشیا کی نمائش کے لیے جگہ گھیرنا درست ہے یا نہیں؟ وضاحت کیجیے۔

(۴) کیا آپ ایچ جی ویلس کے فیصلے سے متفق ہیں؟ وضاحت کیجیے۔

ب- درج ذیل سوالات کا مفصّل جواب تحریر کریں:

(۱) کیا آپ محتسب کے فیصلے سے مطمئن ہیں؟ دلائل دے کر واضح کریں۔

(۲) کسی بھی دکان دار کے لیے خوش مزاج ہونا کیوں ضروری ہے؟ دلائل سے واضح کریں۔

ج- نیچے دیے ہوئے جملوں کو پڑھ کر صحیح ☑ یا غلط ☒ کا نشان لگائیں۔

(۱) دکاندار نے گدھا گاڑی کے مالک کی فریاد اَن سُنی کر دی۔

(۲) کڑوی زبان والے شخص کا شہد بھی کڑوا ہوتا ہے۔

(۳) امیر تاجر نے اپنا جُوتا سمندر میں پھینک دیا تھا۔

د-   ''اصلاحِ معاشرہ'' کے عنوان کے تحت کہانیوں میں سے کسی ایک کہانی کو ڈرامہ کی شکل دیکر تمام طلبہ کے سامنے پیش کریں۔

ہ-   کوئی ایسا واقعہ یاد کر کے لکھیں جس میں آپ نے معاشرے میں موجود کسی بھی ضرورت مند کی مدد کی ہو۔

و-   اخلاقی کہانیاں (اصلاحِ معاشرہ) کے موضوع سے متعلق اپنی پسند کے کوئی دو نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اسکول میں موجود پودوں کو پانی دیں اور اپنے اپنے گھروں میں پودے اُگانے کے لیے والدین کے ساتھ جا کر بیج خریدیں اور اُن بیجوں کو بونے کا اہتمام کریں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مُحتسب	حساب کتاب کرنے والا، کوتوال	افکار	(ج) فکر	فکر کی جمع، سوچ
اعتدال	برابری، میانہ روی	پشیمان	شرمندہ
تجاوزات	اپنی حد سے بڑھنا	فراست	دانائی
خوشنودی	خوشی	فریقین	دو گروہ، دو جماعتیں
غضب	غصہ	رسائی	پہنچ
وُقعت	مرتبہ، عزت	آباؤاجداد	باپ دادا
ناقص	حقیر	بائیں	اُلٹا
دائیں	سیدھا	مُصنّف	کتاب یا مضمون لکھنے والا

(ج) حصولِ علم سے متعلق اقوال

ا۔ انسانی زندگی میں مذہبی کُتب کی اہمیت
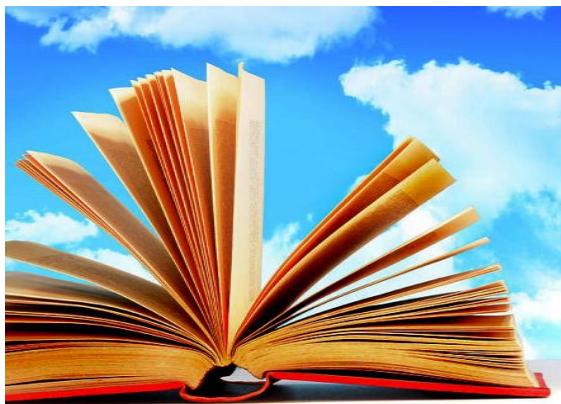
دنیا بھر کے تمام مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی ایسی بالاتر ہستی ہے جو بااختیار ہے، جس نے تمام کائنات کوتخلیق کیا ہے اور جس کے حضور ہم سب اپنا سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ اِن تمام مذاہب نے اپنے پیروکاروں کو زندگی گذارنے کے لیے صحیفوں کی صورت میں ہدایت و رہنمائی کا خزانہ عنایت کیا ہے۔ ان صحیفوں میں توریت، زبور، انجیل اور قرآن مجید شامل ہیں۔ ساتھ ہی دیگر مذاہب میں سے وید، اُپ نشد (ویدانت) پُران، اِتہاس (رامائن، مہابھارت) اور شریمد بھگود گیتا ہندو مذہب کی مقدّس کتب شمار ہوتی ہیں جو رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔ اسی طرح ''گرو گرنتھ صاحب جی''، سکھوں کی مقدس کتاب ہے۔ اگرچہ ان تمام اہم کتب کی جمع وتدوین کا کام اُن مذاہب کے بانی رہنماؤں کے زمانے سے ہی شروع ہوا تاہم اُن کے بعد اُن کے پیروکاروں نے اُس کام کو مزید آگے بڑھایا اور آج یہ کتابیں ہمارے درمیان موجود ہیں۔

ان تمام مذاہب کے پیروکاروں نے اپنی مذہبی، معاشرتی، عقلی، اخلاقی اور ثقافتی زندگیوں کے ہر ایک پہلو کو پروان چڑھایا۔ علاوہ ازیں، ان اہم کتب نے اپنے پیروکاروں کو زندگی میں پیش آنے والے مسائل اور چیلنجوں سے نمٹنے اور سچائی کا راستہ تلاش کر کے اُس پر چلنے میں اُن کی رہنمائی کی ہے، لہٰذا اِن اہم کتب کو تمام پیروکار اولین ترجیح دیتے ہیں۔

۲۔ مذاہب کی روشنی میں حصولِ علم سے متعلق اقوال
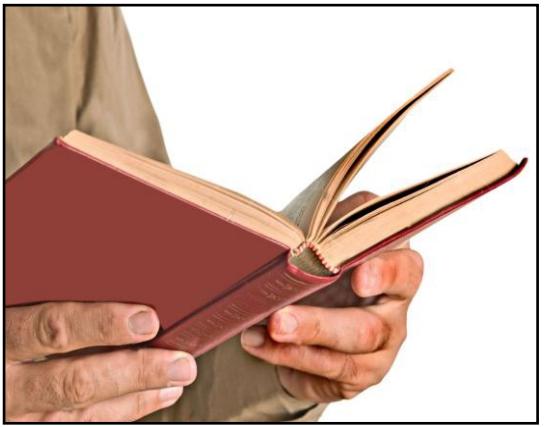
ہر مذہب اپنے پیروکاروں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اُس کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلیں اور اپنی زندگی کو ایک مثالی زندگی بنائیں، کیوں کہ یہی چیز ہے جو انسان کو حیوانوں سے ممتاز کرتی ہے اور اُسے اشرف و اعلیٰ بناتی ہے۔ ہر مذہب اپنے ماننے والے کو سچ بولنے، نیک راہ پر چلنے، صبر و تحمل، رواداری اور برداشت کی تلقین کرتا ہے۔ ساتھ ہی وہ انسانی ذہن کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنے ہر عمل یعنی قول و فعل پر کڑی نظر رکھے کہ اس کے اعمال خود اس کی اپنی ذات اور دوسروں کے لیے باعثِ رحمت ہیں یا کہ باعثِ زحمت۔ گویا مذہبی کُتب اخلاقی اصولوں اور علم پروری پر خصوصی ہدایات فراہم کرتی ہیں۔اِن کُتب میں مذہبی عقائد، رسومات اور اخلاق کی تربیت کے ساتھ ساتھ علم حاصل کرنے کے متعلق خاص تلقین کی گئی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ہر شخص کی دو آنکھیں ہوتی ہیں مگر عالم اور مُفکّر کی تین آنکھیں ہوتی ہیں۔ تیسری آنکھ کو ''علم کی آنکھ'' بھی کہتے ہیں، جو تمام انسانوں کو اچھائی اور بُرائی کے فرق کو سمجھنے، جہالت و ظلمت سے باہر نکلنے اور روشنی پھیلانے پر آمادہ کرتی ہے۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ علم کے حصول کے لیے مذہبی کتابوں کے ساتھ ساتھ دیگر علوم کی اچھی کُتب کے مطالعے کو اپنایا جائے تاکہ ہم تمام صاحبانِ علم، باشعور اور نیک انسان بنیں اور اپنی زندگیوں میں اچھائی اور سچائی کو اپناتے ہوئے دین و دنیا کے درمیان ایک بہتر توازن پیدا کر سکیں۔

ذیل میں مذہبی کُتب میں موجود علم سے متعلق اقوال پیش کیے جا رہے ہیں۔ جس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ہر مذہب اپنے پیروکاروں سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ نہ صرف مذہبی تعلیمات پر عمل کریں بلکہ علم اور عقل رکھتے ہوئے سمجھ کے ساتھ عقائد پر ایمان، رسوم پر عمل اور اخلاقیات کے جوہر کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں۔

۳۔ علم کی تلاش اور مذاہبِ عالم

- اچھی اور جامع تعلیم، فنونِ لطیفہ کی بہترین سمجھ، نظم وضبط کی انتہائی اعلیٰ تربیت، عمدہ گفتگو، یہ سب اعلیٰ ترین انعامات ہیں۔ (بودھ اِزم، سُتانِپاتا۔ 261)
- کنفیوشس نے کہا: مقدس کتابوں کے بارے میں اپنے علم کو وسعت دو اور رسوم کی ادائیگی کے ذریعے اس کا احصاء کرو، پھر راہِ راست سے تمھارے ہٹ جانے کا کوئی امکان نہیں۔ (اینالیکٹس/اقوال۔ 15:12)
- وہ والدین جو اپنی اولاد کو بچپن میں مناسب تعلیم نہیں دِلواتے وہ بچے کے دشمن ہوتے ہیں۔ بے علم بچہ تعلیم یافتہ لوگوں کے درمیان نمایاں نہیں ہو سکتا۔ علمِ وہ بہترین خزانہ ہے جو انسان اپنی زندگی میں خاموشی سے جمع کر سکتا ہے۔ (ہندومت۔ گارودا پُرانا۔ 115)
- اگر تم میں سے کسی شخص کے پاس حکمت نہیں ہے تو وہ اُس کو خدا سے مانگے جو ہر ایک کو انتہائی سخاوت سے عطا کرتا ہے۔۔۔ وہ اسے دی جائے گی۔ (مسیحیت، جمیز، 5:1)
- جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے، اسی طرح علم بُرے اعمال کو جلا ڈالتا ہے۔ (بھگود گیتا، 37:4)
- درست تعلیم انسانی ذہن میں عوام کی خدمت کے جذبات پیدا کرتی ہے۔ (سکھ مت۔ ادی گرنتھ صاحب۔ آسا، 1 صفحہ 356)
- (اہورامزدا سے دعا) ہم ہمیشہ تجھ پر فکر کو مرکوز رکھتے ہیں، نیز محبتی ذہنوں کی تعلیمات پر غور و فکر کرتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ مقدس لوگوں کے اعمال کیا ہیں جو روحانی طور پر ''حقیقت'' کے عین مطابق ہوتے ہیں۔ (زرتشتیت، اوستا، یسنا 2:34)

- ہر ایک کو روح کا اثر فائدے کے لیے دیا جاتا ہے، کسی کو روح سے حکمت بھرا کلام ملتا ہے، اور کسی کو اُسی روح سے علم کا کلام۔ (قرنتیوں کے نام خط، باب 12: 7۔9)

- ہر ایک نوشتہ جو خدا کے الہام سے ہے، تعلیم، لزوم نصیحت، نیز تربیتِ صداقت کے واسطے فائدہ مند ہے تاکہ مردِ خُدا کامل اور ہر نیک کام کے لیے بالکل تیّار ہو جائے۔ (تیموتاؤس، 16:3)

- ہر مذہب کی یہ تعلیم ہے کہ یہ کائنات ایک عظیم اور بالاتر ہستی نے تخلیق کی ہے۔
- ہم سب کو اُس عظیم خالق کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا چاہیے۔
- تمام مقدّس کتابیں انسان کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔
- ہر مذہب صبر و تحمل، رواداری اور برداشت کی تلقین کرتا ہے۔
- عالم اور مفکر کی تین آنکھیں ہوتی ہیں۔ تیسری آنکھ "علم کی آنکھ" ہے۔
- ہر مذہب اخلاقیات کے جوہر کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی تعلیم دیتا ہے۔
- مذہبی کتب کے مطالعے کے علاوہ دیگر علوم کی اچھی کتب کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے۔
- مذہبی تعلیمات پر عمل کرنے سے انسان حیوانوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں:

(۱) سامی مذاہب کی مقدس کتب کے نام لکھیں۔

(۲) مذہبی اہم کتب ہماری کس طرح رہنمائی کرتی ہیں؟

(۳) دیگر مُقدّس مذاہب کون کون سے ہیں؟ نام لکھیں۔

ب۔ درج ذیل سوال کا مفصّل جواب تحریر کریں:

(۱) علم حاصل کرنے سے متعلق کوئی پانچ فوائد لکھیں۔

ج۔ علم سے متعلق دانا لوگوں کے اقوال تلاش کرکے اپنی ڈائری یا کتابچے میں تحریر کریں۔

د۔ کالم "الف" کو کالم "ب" سے اُس کی مذہبی تعلیمات کے مطابق ملائیں:

کالم (الف)	کالم (ب)
۱۔ مسیحیت	۔۔۔ علم وہ بہترین خزانہ ہے جو انسان اپنی زندگی میں خاموشی سے جمع کر سکتا ہے۔
۲۔ بودھ مذہب	۔۔۔ تو اُس خدا سے مانگے جو ہر ایک کو انتہائی سخاوت سے عطا کرتا ہے۔
۳۔ زرتشتیت	۔۔۔ بہترین سمجھ، نظم و ضبط کی انتہائی اعلیٰ تربیت، عمدہ گفتگو یہ سب اعلیٰ ترین انعامات ہیں۔
۴۔ ہندو مذہب	۔۔۔ مقدس لوگوں کے اعمال کیا ہیں جو روحانی طور پر حقیقت کے عین مطابق ہوتے ہیں۔

ہ۔ اس عنوان سے متعلق اپنی پسند کے کوئی سے دو نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(۱) ____

(۲) ____

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ مذاہب کی روشنی میں حصولِ علم کے متعلق مذہبی اہم کتب سے مختلف اقوال جمع کریں اور آئندہ کلاس میں اس کا خلاصہ پیش کریں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
صحائف	چھوٹی کتب	جہالت	گمراہی
متفق	یک رائے	ظلمت	اندھیرا
تدوین	لکھے ہوئے مواد کو اکٹھا کرنا	باشعور	سمجھ اور شعور والا
اولین	پہلا	پیروکار	پیچھے چلنے والا
ترجیح	فوقیت	جوہر	روح
تقاضا	طلب	چھٹ	دور ہو جانا
تفکّر	غور و فکر، سوچ	مُتلاشی	تلاش کرنے والا
قُدُّوس	نہایت پاک، مالکِ حقیقی کا صفاتی نام	معمول	عمل میں آیا ہوا، دہرایا ہوا عمل

سِکھ مذہب

ا۔ بابا گُرو نانک دیو جی اور اُن کی تعلیمات

بابا گرو نانک لاہور کے جنوب مغرب میں 64 کلو میٹر کے فاصلے پر تلونڈی رائے بھولے میں 15 اپریل 1469ء کو پیدا ہوئے، جسے اب ننکانہ صاحب کہتے ہیں۔ ذات کے حوالے سے آپ کے والد مہتہ کالو، بیری خاندان کھشتری سے تھے۔ وہ آپ کی پیدائش کے وقت گاؤں کے زمیندار تھے۔

چھ برس کی عمر میں بابانانک کو ایک ہندو پنڈت ''برناجن شاستری'' کے آشرم میں بھیجا گیا، جہاں اُنھوں نے ریاضی، دیوناگری اور سنسکرت زبان سیکھی۔

بعد ازاں بابانانک جی نے ایک مقامی مولوی صاحب کی شاگردی اختیار کی اور اس طرح وہ اسلامی تعلیمات سے بھی روشناس ہوگئے۔ آگے چل کر بابانانک نے درویشوں اور فقیروں (علم میں پختہ لوگ) سے مذہب، فلسفے اور اخلاقیات پر تبادلۂ خیالات میں کچھ عرصہ گزارا، جس کی بدولت اُن میں وسعتِ نظری پیدا ہوئی۔ اسی دوران انھوں نے بابا فرید گنج شکرؒ سے باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔ جنھوں نے ان کی ذات پر گہرا اثر ڈالا اور بابانانک علمی و فکری عروج کو پہنچے۔

تیرہ سال کی عمر میں اسکول مکمل ہو جانے کے بعد بابانانک کے والد نے جنیئو کی رسم کا انعقاد کیا۔ جنیئو ایک سوتی ڈوری ہے، جسے منتر پڑھ کر بچے کو پہنایا جاتا ہے۔ جنیئو دراصل بڑی ذات کا امتیازی نشان تھا، جسے بابانانک نے پہننے سے انکار کر دیا اور کہا'' میں وہ جنیئو پہنوں گا جو کبھی میلا نہ ہو، نہ ٹوٹے، نہ جلے، نہ بوسیدہ ہو، بلکہ دوسری دنیا تک میرے ساتھ رہے''۔ خاندانی پنڈت ہردیال اُن کی باتیں سُن کر غصہ ہوگئے اور پوچھا'' یہ تم کس قسم کی باتیں کر رہے ہو اور ایسا جنیئو کہاں سے آئے گا؟'' تب بابانانک دیو جی نے جواب دیا کہ ''اگر رحم کی روئی اور قناعت کا دھاگہ، پرہیزگاری کی گرہ

لگائی جائے اور سچائی کی مروڑی دی جائے تو انسانی روح کے لیے بے مثال جنیئو بن جائے گا۔''

بابا گُرو نانک کے والد اور دوسرے گھر والے اُن کے اِس رویے سے خوش نہ تھے۔ اُن کے والد اُنھیں دنیاوی کاروبار میں مصروف دیکھنا چاہتے تھے۔ اُن کے والد کا خیال تھا کہ '' کھشتری کے بیٹے کو چاہیے کہ وہ منافع بخش کمائی کے ذریعے خاندانی دولت میں اضافہ کرے'' پھر گُرو نانک کے نہ ماننے پر اُن کے والد نے انھیں مویشی چرانے کا کام سونپا، مگر اُن کے مویشوں نے کسانوں کی فصلیں اجاڑ دیں اور اس کام کو روکنا پڑا۔ پھر اُن کے والد نے آپ کو منڈی سے سامانِ تجارت خریدنے کے لیے رقم دی۔ نانک جی تجارت کرنے نکلے مگر راستے میں بھوکے فقیروں اور درویشوں سے ملاقات ہو گئی اور ساری رقم اُن میں تقسیم کر دی۔ نانک جی کے پریشان والد نے اُن کی شادی کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اُنیس برس کی عمر میں 1488ء میں بٹالہ کے نیک نام کھشتری سول چند کی بیٹی سُلکھنی سے اُن کی شادی کروا دی۔ جن سے اُن کے دو بیٹے سری چند اور لکشمی داس پیدا ہوئے۔ ازدواجی بندھن میں بندھنے کے بعد انھوں نے سلطان پور میں نواب خان لودھی کے ہاں ملازمت کی۔ آپ دس سال تک ملازمت پر فائز رہے اور پھر ملازمت چھوڑ کر سیاحت کی غرض سے لمبے سفر پر چلے گئے۔ ان کی سیاحت کا احوال درج ذیل ہے۔

پہلی سیاحت	1497ء سے 1509ء تک	پہلے سفر میں بابا نانک بنگال، آسام اور اڑیسہ گئے اور راجستھان کے مذہبی مقامات کی زیارت کی۔
دوسری سیاحت	1510ء سے 1515ء تک	جین مذہب اور بدھ مذہب کے مقامات کی زیارت کے لیے سری لنکا گئے۔
تیسری سیاحت	1515ء سے 1517ء تک	کشمیر اور کوہ ہمالیہ کے پہاڑی راستوں میں جوگیوں کے ہاں گئے۔
چوتھی سیاحت	1517ء سے 1521ء تک	سعودی عرب گئے اور واپسی پر عراق، ایران اور وسط ایشیا کی ریاستوں میں اسلامی علوم و عرفان حاصل کیا۔

1521ء میں بابا گُرو نانک واپس پنجاب لوٹے اور کرتار پور کو اپنا مرکز بنایا اور کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کیا۔ اٹھارہ سال کی عبادت اور ریاضت اور روحانی تجربات حاصل کرنے کے بعد 22 ستمبر 1539ء کو گُرو نانک اِس فانی دنیا سے رُخصت ہوئے۔

بابا گُرو نانک دیو جی کی تعلیمات

بابانانک کی تعلیمات میں مالکِ حقیقی کا ذکر عام ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مالکِ حقیقی تمام کائنات کا خالق ہے۔ وہ تمام مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی کائنات کو چلا رہا ہے۔ اُسی نے آسمان کو کسی سہارے کے بغیر قائم کیا۔ وہ تعمیر اور تخریب (خیر و شر) دونوں کا خالق ہے"۔ بابا گرو نانک کے ہاں ذات پات اور اعلیٰ و ادنیٰ کچھ نہیں۔ انسان کے اعمال اسے چھوٹا یا بڑا بناتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، "بے سمجھ ہیں یہ ذات پات، تمام مخلوقات مالکِ حقیقی کے نزدیک ایک ہے۔ سب کچھ اُسی نے پیدا کیا اور بآلاخر ہر چیز اُس میں مل جائے گی۔"

بابانانک نے فرسودہ رسم و رواج کے مقابلے میں اخلاقی اقدار کو زیادہ اہمیت دی۔ آپ فرماتے ہیں:

"اپنے سوت سے کرم بناؤ اور دھاگے سے قناعت، سچ اس دھاگے کا پیچ و خم ہے۔ پنڈت! اگر تیرے پاس ایسا دھاگہ ہے جو کبھی نہ ٹوٹے، نہ جلے، نہ گم ہو، وہ میرے گلے میں باندھ۔ مبارک ہے وہ آدمی جس کے گلے میں ایسا دھاگا باندھا جائے۔"

بابانانک اعمال کو مالکِ حقیقی کی مرضی کے مطابق گزارنے کی تلقین کرتے ہیں کیوں کہ مالکِ حقیقی کی مرضی ہم سب پر حاوی ہے۔ سکھ دکھ، خوشی غمی، کامیابی اور ناکامی، اچھائی اور بُرائی، علم و جہالت، آزادی و غلامی، جنت و دوزخ اُسی مالکِ حقیقی کے حکم سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

> "جو چاہے وہ خود کرتا ہے کسی اور کا حکم نہیں چلتا۔ اے نانک! وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اُس کی رضا پر راضی رہنا اصل بات ہے۔"

بابانانک اپنی نظم ''جپ جی'' میں سکھوں کے اہم عقیدے یعنی مالکِ حقیقی پر بھروسہ اور ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''آقا سچ ہے، سچ ہے اُس کا نام۔
لامحدود ہے اُس کی محبت۔
وہیں سے مانگتے ہیں اور اُسی سے ملتا ہے۔
لازوال ہے اُس کا نام، اُس کی عنایتیں، اُس کی عظمت۔
ہماری زندگی کے لیے بہتر ہے کہ نیک اعمال کریں۔
نجات کی رحمت اور کرم اُسی سے ممکن ہے''۔

الغرض بابا گُرو نانک کی تعلیمات میں مالکِ حقیقی کی بڑائی اور اُس تک پہنچنے کے لیے گُرو کی رہنمائی اور وسیلے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ آپ نے اِس بات کی بھی تلقین کی ہے کہ سب کچھ مالکِ حقیقی کے حکم سے ہوتا ہے اور تمام کائنات اُسی مالکِ حقیقی کے حکم کے تابع ہے۔

ہمیں بابا گُرو نانک کی تعلیمات میں انسانیت سے محبت، برابری اور دوسروں کی دیکھ بھال کے پیغامات ملتے ہیں۔ وہ تمام انسانوں کو ایمان داری اور حلال روزی کمانے کا حکم دیتے ہیں جس کی بدولت عشقِ الٰہی کی توفیق ہو سکے۔

۲- سِکھ مذہب کیسے پھیلا؟

بابا گُرو نانک دیو جی کے عہد میں سکھوں پر اُن کی شخصیت اور تعلیمات کے گہرے اثرات پڑے۔ گو کہ اُنھوں نے سکھوں کی مذہبی جماعت بنانے کی شعوری کوشش نہیں کی اور نہ ہی اُسے سیاسی جماعت بنایا، البتہ اپنے پیروکاروں کی رہنمائی کے لیے اپنے بعد گُرو انگد دیو جی کو جانشین بنایا۔ اُن کا تقرر سکھ مذہب کے لیے مفید ثابت ہوا۔ گُرو انگد دیو جی نے نہ صرف بابا گُرو نانک کی روایات کو جاری رکھا، بلکہ کیرتن (پوجا پاٹ) اور لنگر کی روایات کو وسیع کیا۔

انھوں نے گور مکھی رسم الخط ایجاد کیا اور صوفیوں اور بھگتوں کا کلام جمع کیا اور اُسے ''گُرو گرنتھ صاحب'' (کتاب) میں شامل کر دیا۔ اسی طرح انھوں نے بابا گُرو نانک کی سوانح عمری بھی مرتب کروائی۔ ان اقدامات سے اُن کے پیروکاروں اور عقیدت مندوں میں اتحاد اور ایک جماعت ہونے کا احساس پیدا ہوا۔

گُرو انگد دیو جی کے عہد میں ادارہ سنگت قائم ہوا جو آگے چل کر گُوردوارے کی بنیاد بنا۔ تیسرے گُرو امر داس نے نظم و نسق کو باقاعدہ بنایا۔ گُرو امر داس نے شہنشاہ اکبر سے مل کر کئی ایک رفاہی کام کیے، جس سے لوگوں کے دلوں میں سکھوں کے لیے نرم گوشہ پیدا ہوا اور تحریک مضبوط ہوئی۔ یہ بات سکھ مذہب اختیار کرنے والوں کے لیے کشش کا سبب بنی۔

تیسرے، چوتھے اور پانچویں گُرو کے تعلقات بھی شہنشاہ اکبر سے خوشگوار رہے اور ان کا رسوخ بڑھا اور اپنے گروؤں کے عہد میں سکھ جماعت کا الگ تشخص قائم ہوا۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا۔

دسویں گُرو گوبند سنگھ جی نے ہندوؤں اور مسلمانوں سے الگ قوانین کا اعلان کیا جو صرف سکھ مذہب کے ماننے والوں کے لیے تھے۔ انھوں نے پانچ چیزیں ہر سکھ کے لیے لازمی قرار دیں جن میں کیس (بال) کنگھا، کڑا (ہاتھ میں پہننے کے لیے) کچھا (جانگیا) اور کرپان شامل ہیں۔ انھوں نے ہر سکھ مرد کے نام کے ساتھ ''سنگھ'' اور ہر سکھ خاتون کے نام کے آخر میں ''کور'' لگانا لازم قرار دیا۔

آج سکھ مذہب کے پیروکار دنیا کے تمام حصوں میں کسی نہ کسی تعداد میں موجود ہیں۔ پاکستان، انڈیا، یورپ، امریکہ، کینیڈا، دبئی، ایران اور افغانستان میں سکھوں کی کافی تعداد آباد ہے۔ یہ سکھ مذہب کے عالمی ہونے کی دلیل ہے۔

۳- پنجہ صاحب

حسن ابدال، راولپنڈی سے پچاس کلو میٹر شمال مغرب میں واقع ہے۔ اس علاقے کی بین الاقوامی شہرت سکھوں کے مقدس مقام ''پنجہ صاحب'' کی وجہ سے ہے۔ روایت ہے کہ سکھ مذہب کے بانی بابا گُرو نانک دیو جی مکہ، مدینہ، بغداد اور ایران سے ہوتے ہوئے یہاں پہنچے اور کچھ

دن قیام کیا۔ اسی گُور دوارے میں اُن کے ہاتھ کا نشان ''پنجہ'' ہے جس سے پانی کا چشمہ کئی صدیوں سے رواں رہا ہے۔ اس لیے یہ مقام ''پنجہ صاحب'' کے نام سے مشہور ہے۔ ہر سال 14 اپریل کو بیساکھی کے میلے میں دنیا بھر سے ہزاروں سکھ یاتری یہاں زیارت کے لیے آتے ہیں۔

سکھ مذہب میں توحید کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ وہ وحدانیت پر یقین رکھتے ہیں اور ایک مالکِ حقیقی کی عبادت کرتے ہیں۔ سکھ مذہب ذات پات کے تصور کے خلاف ہے۔ اِن کے ہاں سب انسان برابر ہیں۔ اس مذہب میں ایثار، ہمدردی اور خدمتِ خلق کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

۴۔ سکھ مذہب کے گُرو

گُرو سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''اندھیرے میں روشنی پھیلانے والا''۔ گویا گُرو کسی فرد کے دل و روح سے جہالت کے اندھیرے دور کرتا ہے۔ عشقِ الہیٰ کے حصول اور مالکِ حقیقی تک پہنچنے کے لیے ایک رہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ گُرو کی رہنمائی اور تعلیم ہی مالکِ حقیقی تک رسائی کا وسیلہ بنتی ہے اس لیے سکھ مذہب میں گُرو کی ضرورت اور اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ سکھ مذہب میں بابا گُرو نانک جی پہلے گُرو تھے۔ سکھ مذہب کے دیگر دس گروؤں کا ذکر درج ذیل ہے:

۱۔ گُرو انگد دیو جی (لمنا بھائی) (1504ء سے 1552ء)

گُرو انگد دیو جی 1504ء میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک مندر کے پجاری تھے اور ہر سال بھگتوں کا گروہ لے کر جوالا مکھی کے مقام پر دیوی کے مندر جایا کرتے تھے۔ وہاں ایک دفعہ گُرو نانک دیو جی کے پیروکار جودھا بھائی سے متاثر

ہوئے اور اُس کے بعد بابا گُرو نانگ سے آ کر ملاقات کی۔ اُس وقت اُن کی عمر 28 سال تھی۔ پھر عمر بھر کے لیے وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ بابا گُرو نانک کے عہد میں انھوں نے لنگر کے کام کو نہایت خوش اسلوبی سے سنبھالا۔ بابا گُرو نانک دیو جی نے وفات سے بیس دن پہلے اُنھیں اپنا جانشین بنایا تھا۔

گُرو انگد دیو جی نے دو ایسے کام کیے جن سے سکھ جماعت کے نظام میں استحکام آیا۔ پہلا انھوں نے گُرمُکھی رسم الخط ایجاد کیا اور دوسرا گُرو نانک کے ساتھی سے اُن کی سوانحِ عمری مرتب کروائی، جس میں اُن کی تعلیمات کا خلاصہ بھی شامل ہے۔ گُرو انگد دیو جی نے مساوات، رواداری، احترامِ آدمیت کا رویہ اپنایا اور کسی مذہب پر تنقید نہ کی۔ اُن کے 62 شلوک (نرمان) گُرو گرنتھ صاحب میں شامل ہیں۔ وہ یکم اپریل 1552ء کو رحلت فرما گئے۔ وفات سے پہلے انھوں نے گُرو امر داس جی کو گُرو نامزد کیا۔

۲- گُرو اَمر داس جی (1479ء سے 1574ء)

گُرو اَمر داس جی 1479ء میں امر تسر کے قریب ایک گاؤں ''باسرکے'' میں پیدا ہوئے۔ اُن کا تعلق ایک کٹر مذہبی گھرانے سے تھا۔ وہ بابا گُرو نانک دیو جی کی ایک حمد 'جپ جی' (صبح کی دُعا) سُن کر متاثر ہوئے اور اُن کے پیروکار بن گئے۔ اُن کا بڑا کام سکھوں کو منظم کرنا ہے۔

گُرو امر داس جی کا دوسرا اہم کام شہنشاہ اکبر کے ساتھ تعلقات کو بڑھانا تھا۔ بادشاہ کی مدد سے انھوں نے رفاہ عامہ کے کئی کام سرانجام دیے مثلاً کئی ٹیکس معاف کروائے وغیرہ۔

انھوں نے ''گُرو گرنتھ صاحب جی'' میں دعاؤں کا اضافہ کیا۔ گُرو امر داس جی یکم ستمبر 1574ء کو وفات پا گئے اور اپنے داماد گُرو رام داس جی کو گُرو نامزد کر گئے۔

۳- گُرو رام داس جی (1534ء سے 1581ء)

گُرو رام داس جی کا نام جیٹھا بھائی تھا۔ وہ لاہور میں 1534ء میں پیدا ہوئے۔ آپ 1574ء سے 1581ء تک گُرو کے فرائض انجام دیتے رہے۔ گُرو رام داس جی نے مذہبی تہوار مناتے وقت انھیں ہندوؤں سے الگ کر دیا تھا۔ پھر انھوں نے شادی بیاہ اور مرنے کی رسوم بھی الگ مقرر کر دیں اور خاص طور پر 'ستی' کی رسم کی مخالفت کی۔

گُرو رام داس جی نے امر تسر شہر بسایا اور وہیں بابا گُرو نانک دیو جی کی تعلیمات کو عام کیا۔ آپ 28 ستمبر 1581ء کو فوت ہوئے۔

۴- گُرو اَرجُن دیو جی (1563ء سے 1606ء)

پانچویں گُرو اَرجن دیو جی کو اُن کے والد گُرو رام داس جی کی وفات کے بعد 18 سال کی عمر میں گُرو نامزد کیا گیا۔ گُرو اَرجن دیو جی 15 ستمبر 1563ء کو گووندوال میں پیدا ہوئے تھے۔

گُرو ارجن دیو جی نے امر تسر تالاب (سرووَر) میں مرکزی عبادت گاہ ''ہری مندر صاحب'' تعمیر کرائی۔ جسے اب ''گولڈن ٹیمپل'' کہتے ہیں۔ یہاں سکھ گروؤں کی رہائش گاہ بھی بنوائی۔ اس لیے اس جگہ کو ''دربار صاحب'' کا نام دیا گیا ہے۔ جہاں کوئی گُرو رہائش پزیر ہوتا تھا یا کہیں بھی گُرو گرنتھ صاحب کا پاٹ ہوتا ہے اسے ''دربار صاحب'' کہا جاتا ہے۔

مالی طور پر سکھوں کو منظم کرنے کے لیے گُرو ارجن دیو جی نے سکھوں کے لیے عُشر (دسواں حصہ) متعارف کروایا۔ اِس سے پہلے رفاہِ عامہ کے کام اور لنگر صرف نذرانوں سے چلتے تھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ سکھوں کی رفاہی

تنظیم معاشی طور پر مضبوط ہوگئی۔ گُرو ارجن دیو جی نے دریائے راوی اور دریائے بیاس کے درمیان شہر ترن تارن، کرتارپور اور ہر گوبند پور بسائے۔

مغل بادشاہ جہانگیر کے دور میں اُس کا بیٹا باغی ہو کر پنجاب آگیا اور گُرو ارجن دیو جی سے مدد چاہی۔ گُرو جی نے اُس کی مالی مدد کی۔ لاہور کے گورنر چندو مل نے سازش کر کے گُرو ارجن دیو جی کو لاہور میں قید کر کے قتل کرادیا۔ جس کی بدولت سکھوں اور مغلوں کے تعلقات خراب ہوگئے اور اُن میں فاصلے بڑھتے گئے اور آگے چل کر یہ فاصلے زیادہ ہوگئے۔ گُرو جی کو 16 مئی 1606ء میں قتل کیا گیا۔

۵- گُرو ہر گوبند سنگھ جی (1595ء سے 1644ء)

بادشاہ گُرو ہر گوبند سنگھ جی 14 اپریل 1595ء کو پیدا ہوئے۔ سکھ جماعت کے لیے اُن کا دور مشکل اور کٹھن دور تھا۔ مغل شہنشاہ مخالف ہوگیا تھا۔ گُرو ہر گوبند سنگھ جی نے ظلم کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ اُن کی زندگی جنگی تیاریوں میں بسر ہوئی۔ انھوں نے تمام پیروکاروں کو ہر وقت چوکس رہنے کا حکم دیا۔ انھوں نے پنجاب کے مغل گورنر کے خلاف جنگیں لڑیں۔ مغلوں کے ساتھ حالات درست اور پھر کشیدہ ہوتے رہے۔ بعد میں انھیں گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا گیا۔ گُرو ہر گوبند سنگھ جی کا انتقال 1644ء میں ہوا۔

٦- گُرو ہر رائے صاحب جی (1630ء سے 1661ء)

گُرو ہر رائے صاحب جی 26 فروری 1630ء کو پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں اُن کے دادا گُرو ہر گوبند جی نے اُنھیں گُرو نامزد کیا، مزاجاً وہ نرم دل اور صلح پسند اِنسان تھے۔ انھوں نے مغلوں کے خلاف کوئی فوجی کاروائی نہ کی۔ البتہ دارا شکوہ کو بچانے کے لیے آگے بڑھے جہاں انھیں شکست ہوئی۔ وہ دہلی طلب کیے گئے اور وہیں 6 اکتوبر 1661ء کو انتقال کر گئے۔

۷- گُروکرِشن جی (1656ء سے 1664ء)

گُرو کرشن جی 7 جولائی 1656ء کو پیدا ہوئے۔ انھیں پانچ سال کی عمر میں گُرو نامزد کیا گیا۔ اُس وقت راج دھانی (دارالحکومت) دہلی میں چیچک کی وبا پھیلی ہوئی تھی اور روزانہ ہزاروں افراد مر رہے تھے۔ گُرو کرشن جی کو مالکِ حقیقی نے چیچک کے علاج کی صلاحیت عطا کر رکھی تھی۔ اس لیے انھوں نے دہلی میں چیچک کے بے شمار مریضوں کا علاج کیا۔ دہلی کے لوگ تو اس مرض سے شفا پا گئے مگر گُرو کرشن جی چیچک کے مرض میں مبتلا ہو گئے اور انتقال کر گئے۔ انھوں نے سات سال، سات ماہ اور تیئیس دن عمر پائی۔

۸- گُرو تیغ بہادر جی (1621ء سے 1675ء)

آپ 1621ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ چھٹے گُرو ، ہرگوبند جی کے بیٹے تھے۔ صوفی طبیعت کے مالک تھے۔ انھوں نے دس سال تک گُرو کے فرائض انجام دیے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں دہلی میں چاندنی چوک میں انھیں قتل کر دیا گیا۔ اس المناک واقعہ نے سکھ قوم کے جذبات میں ہلچل مچادی۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے گُرو گوبند سنگھ جی گُرو بنے۔

۹- گُرو گوبند سنگھ جی (1666ء سے 1708ء)

گُرو گوبند سنگھ جی اپنے والد کے قتل کے بعد گُرو بنے۔ انھوں نے سکھ مذہب میں اہم کردار ادا کیا۔ انھوں نے سکھ مذہب اور سکھ روایت کے مخصوص کردار کی تشکیل کا کام سرانجام دیا۔
مغل سلطنت اور دوسرے راجا مہاراجہ سے لڑنے اور بدلہ لینے کے لیے پوری زندگی بھرپور تیاری کرتے

رہے۔ انھوں نے سکھوں کو فوجی تربیت دی اور سکھ قوم کو جنگجو بنایا۔ انھیں پہاڑی ریاستوں کے راجاؤں سے 19 جنگیں لڑنی پڑیں۔ زندگی کے آخری سالوں میں وہ ایک مسلمان ریاست حیدر آباد دکن چلے گئے اور باقی زندگی وہیں گزاری۔

انھوں نے ہر سکھ مرد کے نام کے ساتھ "سنگھ" اور عورت کے نام کے آخر میں لفظ "کور" کا اضافہ لازمی قرار دیا۔ وفات سے پہلے انھوں نے "گُرو گرنتھ صاحب جی" سکھوں کی مقدس کتاب کو گُرو کا درجہ عنایت کیا اور کہا کہ اُن کے بعد آخری سکھ مذہب کے کوئی گُرو نہ ہوں گے۔ گویا گُرو گرنتھ صاحب (کتاب) گیارہویں اور آخری گُرو کی حیثیت سے متعارف ہوئے۔

۱۰- گُرو گرنتھ صاحب جی

گُرو گرنتھ صاحب جی، سکھوں کی مقدس کتاب ہے۔ اُسے گُرو اس لیے کہا جاتا ہے کہ سکھوں کے دسویں گُرو گوبند سنگھ جی نے اپنے بعد کسی سکھ کو گُرو نامزد کرنے کے بجائے کتاب گُرو گرنتھ صاحب جی کو سکھوں کی رہنمائی کے لیے چُن لیا۔

"گُرو گرنتھ صاحب جی" دنیا بھر کی مذہبی کتابوں میں اس لیے منفرد حیثیت رکھتی ہے کہ اس میں گُروؤں کے شبدوں اور شلوکوں کے علاوہ 27 ایسے افراد کا کلام بھی شامل ہے، جو نہ تو خود سکھ تھے اور نہ ہی سکھ مذہب سے کوئی تعلق تھا، بلکہ اُن کے مذاہب مختلف تھے لیکن سب میں انسانیت، اخلاقیات کی تربیت اور روحانی روشنی کی تلاش کا جذبہ مشترک تھا۔

"گُرو گرنتھ صاحب جی" میں سات گُرو صاحبان، سات مسلمان صوفیاء اور گیارہ دیگر شعراء کا کلام شامل ہے۔ جن کے کلام برصغیر پاک وہند کے کونے کونے میں گونجتے ہیں۔ یہ دراصل روحانی شاعری کا مجموعہ ہے۔ اِس کتاب میں سکھ مذہب کے بنیادی عقائد کا ذکر موجود ہے یعنی یہ کہ انسان مالکِ حقیقی کے نور کا ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں قلیل عرصے کے لیے آیا ہے تاکہ اچھے اعمال وعبادت کرکے دوبارہ آخرت کے مقام کی طرف چل پڑے جو ہر انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔

"گُرو گرنتھ صاحب جی" کو گُرمُکھی رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔ جس میں پنجابی، سندھی، مراٹھی، برج بھاشی، ہندی، سنسکرت، عربی، فارسی، بنگالی اور تامل زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ اسی وجہ سے اُسے "زبانوں کا خزانہ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سکھ مذہب کے پیروکاروں کے لیے رہنما بھی ہے اور روحانی سرچشمہ بھی۔ سکھ اُسے "زندہ گُرو شہنشاہ" مانتے ہیں۔

مذہبی ہم آہنگی میں سکھ مذہب کی خدمات

سکھ مذہب کے بانی بابا گُرو نانک دیو جی ایک مصلح تھے، وہ جس معاشرے میں پیدا ہوئے اس میں ہندو مذہب اور اسلام دو ایسے مذاہب تھے جن کے پیروکار سب سے زیادہ تھے۔

بابا گُرو نانک دیو جی کا خیال تھا اور وہ کہتے تھے کہ رام اور رحیم ایک ہی مالکِ حقیقی کے دو نام ہیں۔ چنانچہ بابا گُرو نانک نے "نہ کوئی ہندو اور نہ کوئی مسلم" کا نعرہ لگا کر یہ فاصلہ کم کرنے کی کوشش کی۔ وہ کہتے تھے کہ مختلف مذاہب ایک حقیقت تک پہنچنے کے مختلف راستے ہیں۔ انھوں نے توحید یعنی مالکِ حقیقی کی وحدانیت کا پرچار کیا۔ انسانی مساوات اور بھائی چارے کا درس دیا اور ذات پات کے خلاف آواز اٹھائی۔

اگرچہ خود بابا گُرو نانک کا تعلق ہندوؤں کی اعلیٰ ذات سے تھا مگر اُن کی تعلیمات اسلام کی تعلیمات سے زیادہ قریب دکھائی دیتی ہیں۔

لوگوں میں مساوات، دوسروں کے لیے پیار و محبت، مالکِ حقیقی کی عبادت اور اسی طرح کی دیگر تعلیمات کی بدولت سکھ مذہب نے مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

- بابا گُرو نانک کا تعلق ہندو مذہب کی اعلیٰ ذات سے تھا۔ مگر انھوں نے ذات پات کے فرق کو نہ مانتے ہوئے برابری اور مساوات کا پیغام دیا۔
- بابا گُرو نانک نے ابتدائی تعلیم ہندو پنڈت اور مسلمان عالم سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ وہ دوسرے مذاہب کے دانشوروں، درویشوں اور عالموں سے بھی ملے اور پھر اپنے گھر والوں اور قریبی جاننے والوں کو اپنے خیالات سے آگاہ کیا جو دراصل سکھ مذہب کی اہم تعلیمات ہیں جن میں ایک مالکِ حقیقی پر ایمان، تمام انسانوں کے لئے برابری اور تقویٰ و پرہیزگاری کے اہم پیغامات ملتے ہیں۔
- سکھ مذہب کی تعلیمات میں گُرو یعنی رہنما کی ہدایت ایک اہم پہلو ہے۔ اُن کے مطابق گُرو کی ہدایات کی بدولت ہی انسان مالکِ حقیقی کی پہچان حاصل کر سکتا ہے۔
- سکھ مذہب کے بانی بابا گُرو نانک سے لے کر نویں گُرو تک تمام گُروؤں نے اپنے بعد اپنے جانشین مقرر کیے۔ مگر دسوَیں گُرو، گُرو گوبند سنگھ جی نے اپنے بعد "گُرو گرنتھ صاحب جی" کو سکھوں کا گیارہواں اور آخری گُرو قرار دیا۔
- گُرو گرنتھ صاحب جی (کتاب) میں اکثر گُروؤں کی تعلیمات موجود ہیں، ساتھ ہی مسلم صوفیوں، ہندو مہاتماؤں اور دیگر شعرا کا کلام بھی شامل ہے۔
- برصغیر پاک وہند میں سکھ مذہب کے بانی نے لوگوں کے درمیان پیار محبت، بھائی چارہ اور رواداری کا درس دیا۔ اس طرح برصغیر میں مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) گُرو کے معنی کیا ہیں؟
(۲) ''پنجہ صاحب'' کیا ہے؟ وضاحت کریں۔
(۳) سکھ مذہب کن کن علاقوں میں پھیلا؟
(۴) بابا گُرو نانک نے جنیئو پہننے سے کیوں انکار کیا؟
(۵) بابا گُرو نانک کے کتنے بیٹے تھے؟ نام بتائیں۔
(۶) سکھ مذہب میں گُرو کی کیا اہمیت ہے؟
(۷) گُرمُکھی رسم الخط کس نے ایجاد کی؟
(۸) گُرو رام داس جی نے کس شہر کی بنیاد رکھی؟
(۹) گُرو گوبند سنگھ جی نے سکھوں کو فوجی تربیت کیوں دی؟
(۱۰) سکھوں کے مغل حکمرانوں سے تعلقات کیسے تھے؟

ب۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

(۱) گُرو نانک دیو جی کی اہم تعلیمات کون سی ہیں؟
(۲) بابا گُرو نانک جی نے کن کن مقامات کی سیاحت کی؟
(۳) گُرو گرنتھ صاحب جی کو ''زندہ گُرو شہنشاہ'' کیوں کہتے ہیں؟
(۴) سکھ مذہب نے مذہبی ہم آہنگی میں کیا کردار ادا کیا؟
(۵) گُرو گوبند سنگھ جی نے پانچ چیزوں کو سکھوں کے لیے کیوں لازم قرار دیا؟

ج۔ سکھ مذہب کے گیارہ گُروؤں کے متعلق معلومات جمع کر کے چارٹ بنائیں اُسے آویزاں کریں اور اُس کی پیشکش (بصری اظہاریہ) دیں۔

د۔ سکھ مذہب کے ماننے والوں یا سکھ مذہب کی رسوم سے متعلق وڈیو (Video) دکھانے کا اہتمام کریں جس میں بچے پیشکش (بصری اظہاریہ) بھی دیں۔

ہ۔ اس سبق سے متعلق اپنی پسند کے کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(۱) ____

(۲) ____

و۔ بابا گرونانک دیو جی کی سوانح حیات چارٹ کی صورت میں تیار کریں۔

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اس سبق کو پڑھنے کے بعد اِس کی تعلیمات اور اُن کے اپنے مذہب کی تعلیمات بھی تلاش کریں۔
- اساتذہ اس بات کا خیال کرلیں کہ اس دوران کسی بھی پیروکار کی دل آزاری نہ ہو بلکہ ان تعلیمات کی بدولت مذاہب کے ماننے والے ایک دوسرے کے قریب آسکیں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جنیئو	سوتی دھاگہ جو اونچی ذات کے ہندوؤں کو پہنایا جاتا ہے۔	قلیل	تھوڑے
		پرشاد	غیر مسلموں کی عبادت اور منت کا کھانا جو تقسیم کیا جاتا ہے
کیرتن	موسیقی کے ساتھ اجتماعی حمد۔ یعنی مالکِ حقیقی کی تعریف	سنگت	ایک ادارہ جو بعد میں گُوردوارہ کی بنیاد بنا۔
		لنگر	گوردوارہ میں کھانا پکا کر تقسیم کرنا۔
ایکواونکار	صرف ایک	توسیع	وسعت
ستی کی رسم	ہندوؤں کی ایک رسم جس میں شوہر کے مرنے کے بعد بیوی ساتھ جل کر مرتی تھی	دربار صاحب	سکھ گُروؤں کی رہائش گاہ
		تقرر	مقرر کرنا
رسائی	پہنچ	سوانح عمری	حالات زندگی
درگاہ	مقدس مقام	تشخص	الگ حیثیت
رسم الخط	لکھائی کا نمونہ	امتیازی	الگ، انفرادی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تحریک	ابھارنا، حرکت دینا	ریاضت	محنت
روشناس کرنا	متعارف کرنا، آپس میں جان پہچان کرنا	استحکام	مضبوطی
قناعت	تھوڑی چیز پر اکتفا کرنا	وبا	چھُوت کی بیماری
رفاہ عامہ	عام بھلائی کے کام	مصلح	اصلاح کرنے والا
کشیدہ	خراب	سیاحت	ملکوں اور شہروں کی سیر
آشرم	رشیوں اور سادھوؤں کے رہنے کی جگہ	تعمیر	بنانا
شلوک	شعر، نظم	تخریب	خراب کرنا، بگاڑنا

پاکستان میں مذہبی تہوار

ا۔ عیدالفطر

عید کے لفظی معنیٰ پلٹ پلٹ کر آنے والے دِن کے ہیں۔ اس کے معنی خوشی کے بھی ہیں۔

مسلمانوں کی دو عیدیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرار دیں۔ اِن میں سے عیدالفطر ماہِ رمضان المبارک کے ختم ہونے کے بعد یکم شوال کو ہر سال منائی جاتی ہے۔ اسے ''میٹھی عید'' بھی کہتے ہیں۔ رمضان المبارک کا مہینا انسانِ نفس کی تربیت کا مہینا ہے۔ اس میں مسلمان روزوں کے ذریعے خواہشات پر قابو پاتے ہیں۔ ماہِ رمضان ہی میں قرآن مجید نازل ہوا جو مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق مالکِ حقیقی کی آخری مقدس کتاب ہے۔ اسی مہینے میں مسلمان شب قدر بھی مناتے ہیں جس میں عبادت کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ گویا عیدالفطر مشقّت کے بعد آسانی اور مالکِ حقیقی کی نعمتوں کے شکرانے کا دن ہے۔

عید کے روز مسجدوں اور کھلے میدانوں میں نمازِ عید ادا کی جاتی ہے جس میں لوگوں کی کثیر تعداد شرکت کرتی ہے۔ اس موقعے پر مسلمانوں، عالمِ اسلام اور تمام انسانیت میں اتحاد، اسلام کی سربلندی اور ملک کی خوشحالی کے لیے خصوصی

دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ نماز کے بعد لوگ ایک دوسرے سے گلے مل کر عید کی مبارک باد دیتے ہیں جس سے اسلامی بھائی چارے کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اُس روز اکثر لوگ اپنے دوستوں، رشتے داروں اور ہمسایوں کے گھروں پر جاتے ہیں اور تحائف بھی بھیجتے ہیں۔

عیدالفطر کی خوشیاں صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں ہوتیں، بلکہ مسلمان اِن خوشیوں میں اپنے تمام ہم وطنوں کو بھی شریک کرتے ہیں۔ اُنھیں عید کارڈ بھیجتے ہیں۔ اُن میں مٹھائیاں اور تحائف بانٹتے ہیں اور عیدالفطر کی دعوتوں اور محفلوں میں اُنھیں بھی شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔

- مسلمانوں کے نزدیک عیدالفطر ایک نہایت ہی اہم تہوار ہے جو ماہِ رمضان کے اختتام کے بعد پہلی شوال کو منایا جاتا ہے۔ پورا مہینا مسلمان روزہ رکھ کر اپنی پرہیزگاری اور عبادت کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ گویا عید اُن تمام کے لیے خوشی، مسّرت اور جشن کا دن ہے۔
- عیدالفطر ایک ایسا دن ہے جس میں تمام لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر خوشیاں پھیلاتے ہیں۔
- عید شکرانے کا دن ہے، جس میں تمام مسلمان مالکِ حقیقی کے آگے سربسجود ہوتے ہیں، جس نے ہمیں اَن گِنت خوشیاں اور رحمتیں عنایت کی ہیں۔
- عید کے روز نماز پڑھنے کے بعد لوگ ایک دوسرے سے گلے مل کر اسلامی عالمی بھائی چارے کے جوہر کو تقویت دیتے ہیں۔
- تمام مسلمان اپنے غیر مسلم بھائیوں کو اپنی عید کی خوشیوں میں شامل کرتے ہیں اور تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) عید کے کیا معنی ہیں؟

(۲) عید کے موقعے پر کون کون سی دعائیں مانگی جاتی ہیں؟

(۳) عید شکرانے کا دن کیسے ہے؟

(۴) آپ عید کے دن کو کیسے مناتے ہیں؟

ب۔ درج ذیل عنوان پر تفصیل سے تحریر کریں:

(۱) اپنے دوست کو خط لکھیں، جس میں اُن سے پوچھیں کہ آپ نے عید کی تیاریاں کیسے کیں اور ساتھ ہی گھر میں کن کن اہم اُمور کو انجام دینے میں پہل کی۔

(۲) عید کی مناسبت سے گھر والوں، دوستوں اور اساتذہ کے لیے کارڈ بنائیں جس میں اُن کے لیے اپنی نیک خواہشات کا اظہار تحریر کریں۔

ج۔ اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں:

(۱) ____

(۲) ____

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ گروہ میں تبادلہ خیال کریں کہ خوشیوں کے اِن تہواروں میں بے جا نمائش اور فضول خرچی سے کیسے بچا جائے۔
- طلبہ کی آگہی کے لیے اُنھیں کہانیوں، وڈیوز یا مثالوں کے ذریعے بتائیں کہ عید کے دن تمام ضرورت مندوں کا خیال کرنا اور اُن کی مدد کرنا اسلامی بھائی چارے کے جوہر کو تقویت دیتا ہے۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مشقّت	محنت، تکلیف	کثیر	زیادہ/بہت
جوہر	اصل، روح	تقویت	طاقت دینا
کوشاں	کوشش کرنے والا	نفسانی خواہشات	نفس کی خواہشیں
شوال	اسلامی کیلنڈر کا دسواں مہینا	محدود	حد کے اندر
خصوصی	مخصوص/خاص	سربسجود	سجدہ کرنا

۲۔ کرسمس (عیدِ ولادتِ مسیح)

مسیحی مذہب میں سب سے اہم تہوار کرسمس ہے جو حضرت یسوع مسیح کی ولادت کی خوشی میں 25 دِسمبر کو دنیا بھر میں مذہبی عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ کرسمس کی تقریبات کئی روز پہلے سے ہی شروع ہو جاتی ہیں۔ چار ہفتے پہلے گرجاگھروں (Churches) میں خصوصی عبادات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ولادتِ مسیح کے حوالے سے گیت گائے جاتے ہیں اور حضرت یسوع مسیح کی ولادت کا واقعہ بائبل مقدس سے پڑھ کر سُنایا جاتا ہے۔

کتابِ مقدس کے مطابق مالکِ حقیقی کی طرف سے روح مقدس حضرت مقدسہ مریم کے پاس آئے اور حضرت یسوع مسیح کی پیدائش کی خبر سُنائی اور اُنھیں بتایا کہ "مالکِ حقیقی نے تجھے برگزیدہ کیا ہے، تجھے پاکیزگی عطا کی ہے اور دنیا کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دے کر اپنی خدمت کے لیے چُنا ہے۔" فرشتے نے بتایا کہ "اُن کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہو گا جس کا نام یسوع رکھنا" چناں چہ حضرت یسوع مسیح کی ولادت بیت لحم میں ہوئی۔

کرسمس کے موقع پر کرسمس کارڈز دوستوں، عزیزوں اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کو بھی بھیجے جاتے ہیں۔ پاکستان میں بھی کرسمس پورے تقدّس اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ مسیحی حضرات اپنی خصوصی عبادات ادا کرتے ہیں۔ ۲۵ دسمبر کو عام تعطیل ہوتی ہے اور کرسمس کی خوشیوں میں مسیحی دیگر ہم وطنوں کو بھی شریک کرتے ہیں۔

کرسمس کے تہوار پر کیک، مٹھائیاں اور مختلف پکوان تیار کیے جاتے ہیں۔ دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ عموماً کرسمس سے چار پانچ روز قبل ہر گھر میں کرسمس کا درخت سجایا جاتا ہے جس کی ابتدا عہدِ وسطیٰ میں جرمنی میں ہوئی تھی۔ اِس مصنوعی درخت کو رنگارنگ قمقموں سے روشن کیا جاتا ہے اور مختلف گھنٹیاں بھی لگائی جاتی ہیں اور آپس میں تحائف بھی چُنے جاتے ہیں جنھیں کرسمس کے درخت کے نیچے سجا دیا جاتا ہے اور تمام تحائف 25 دسمبر کو حضرت مسیح کی ولادت کے دن کھولے جاتے ہیں۔

مسیحی برادری دنیا بھر کے تمام لوگوں کے ساتھ مل کر حضرت یسوع مسیح کی ولادت پورے جوش، محبت اور عقیدت سے مناتی ہیں۔

- حضرت یسوع مسیح کی پیدائش کا دن تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لیے اہم اور خوشی کا دن ہوتا ہے جو کہ سب کی زندگیوں میں خوشیاں لے کر آتا ہے۔ اسی لئے وہ عید کا دن کہلاتا ہے۔
- کرسمس حضرت یسوع مسیح کی ولادت کا دن ہے جسے مسیحی برادران بڑی عقیدت اور محبت سے مناتے ہیں۔
- یہ دن اس بات کی یاد تازہ کرتا ہے کہ کرۂ ارض پر مالکِ حقیقی نے لوگوں کی ہدایات اور رہنمائی کے لیے ایک ہادیٔ برحق بھیجا تاکہ لوگوں تک مالکِ حقیقی کا پیغام پہنچایا جا سکے۔
- کرسمس کے دن خاص عبادات ادا کی جاتی ہیں، ساتھ ہی مسیحی برادری کے تمام گھروں میں خوشیوں کا سماں ہوتا ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) حضرت یسوع مسیح کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

(۲) مسیحی برادری اس تہوار کو کیسے مناتی ہے؟

ب۔ درج ذیل عنوان پر مفصل نوٹ لکھیں:

''ہم اور کرسمس کی خوشیاں''

ج۔ کرسمس کے حوالے سے ایک مقالہ تیار کریں جسے کلاس کے تمام طلباء کے سامنے پیش کریں۔

د۔ اس سبق سے متعلق اپنی پسند کے کوئی دو نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(۱) ____

(۲) ____

ہدایات برائے اساتذہ

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ کرسمس کی مناسبت سے اپنے ساتھیوں، اپنے اساتذہ اور گھر والوں کے لیے مختلف قسم کے کارڈز بنائیں جس میں اپنی نیک خواہشات کا اظہار بھی کریں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
برگزیدہ	چنے ہوئے، مالکِ حقیقی کے پیارے لوگ	قمقمے	بجلی کے بلب جو روشنی کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔
مصنوعی	بناوٹی	خصوصی	اہم
تقدّس	عزت، پاکیزگی	تعطیل	چھٹی
اہتمام	انتظام	عقیدت	احترام

۳- بابا گُرونانک دیو جی کا جنم دن

تمام مذاہب میں مذہبی تہواروں اور تقریبات کو نہایت جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ سکھ مذہب میں اُن کے بانی بابا گُرو نانک دیو جی کا جنم دن نہایت ہی اہم تہوار ہے جنھیں تمام سکھ حضرات بڑی عقیدت اور احترام سے مناتے ہیں۔

بابا گُرو نانک دیو جی لاہور کے جنوب مغرب میں 64 کلومیٹر کے فاصلے پر تلونڈی رائے بھوئے میں 15 اپریل 1469ء کو پیدا ہوئے جسے اب ''ننکانہ صاحب'' کہتے ہیں۔ جس رات بابا نانک کا جنم ہوا وہ رات پُورن ماشی یعنی پورے چاند کی رات تھی۔ اس عظیم ہستی نے لوگوں کے دلوں میں مساوات، مالکِ حقیقی کے عشق اور روحانیت کی شمعیں جلائیں۔ بابا گُرو نانک کی تعلیمات کا بنیادی مقصد سماجی انصاف اور اخلاقی اصلاح تھا۔

چاند کی بارہویں رات ''گُرو گرنتھ صاحب جی'' کا اکھنڈ پاٹھ (مسلسل بلا وقفہ مقدّس کتاب کو پڑھنا) رکھا جاتا ہے۔ چاند کی تیرہویں رات کو آدھا گرو گرنتھ صاحب پڑھا جاتا ہے، جب کہ چاند کی چودھویں رات کو بارہ بجے گرو گرنتھ صاحب کا بھوگ (دیوتاؤں کا چڑھاوا، کھانا) کیا جاتا ہے۔ پھر اُسے پورے ادب و احترام سے آرام گاہ میں لے جایا جاتا ہے۔

اکھنڈ پاٹھ کی تقریب میں کھانے پکائے جاتے ہیں اور سب مل کر کھاتے ہیں۔ بابا گُرو نانک دیو جی کی تقریبِ سالگرہ کے موقعہ پر خوشی کے اظہار کے لیے آتش بازی بھی کی جاتی ہے۔ سالگرہ کے موقع پر تقریب میں شریک ہونے والوں کو سکھ مذہب کی ابتدا، پھلنے پھولنے اور تعلیمات کے بارے میں اہم معلومات بھی فراہم کی جاتی ہیں تاکہ گُرو نانک دیو جی کا پیغام دہرایا جائے اور وہ اس پر حقیقی معنوں میں عمل پیرا ہو سکیں۔

- سکھ مذہب کے پیروکار بابا گُرونانک دیو جی کی سالگرہ بڑے جوش وعقیدت سے مناتے ہیں۔
- سکھ مذہب کے بانی بابا گُرونانک کا تعلق پنجاب سے تھا۔
- بابا گُرونانک نے ذات پات سے ہٹ کر اپنے ماننے والوں کو برابری اور مساوات کا درس دیا۔
- سکھوں کے نزدیک بابا گُرونانک کا جنم دن بہت اہمیت کا حامل ہے جس میں وہ اُن کی مذہبی کتاب گُرو گرنتھ صاحب کو پڑھتے ہیں۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) بابا گُرونانک کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

(۲) بابا گُرونانک کی کوئی دو تعلیمات تحریر کریں۔

(۳) سکھ مذہب کے لوگ بابا گُرونانک کا جنم دن کیسے مناتے ہیں؟

ب۔ درج ذیل عنوان کے متعلق معلومات جمع کریں:

(۱) بابا گُرونانک کی تعلیمات میں سے کم از کم دس اقوال جمع کر کے چارٹ پر آویزاں کریں اور اس سے متعلق تمام ساتھیوں کے سامنے اپنے خیالات کو بیان کریں۔

ج۔ اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں:

(۱) ____

(۲) ____

- بابا گُرو نانک کے جنم دن کی مناسبت سے سکھ مذہب اور اُن کی رسومات سے متعلق وڈیو (Video) دکھانے کا اہتمام کریں اور اپنے علاقے میں سکھ مذہب کے ماننے والوں کو جنم دن سے متعلق بات چیت کرنے کے لیے مدعو کریں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تعلیمات	ہدایات	گُرو	رہنما
مساوات	برابری	اکھنڈ پاٹھ	مسلسل بلا وقفہ مقدس کتاب کا پڑھنا
بھوگ	دیوتاؤں کا چڑھاوا، کھانا		

باب چہارم

خاندانی اخلاقی اقدار

۱- بچہ کائنات کا سب سے خوبصورت تحفہ

میڈم گیتا چھٹی کلاس میں اخلاقیات کے پیریڈ میں داخل ہوئیں۔ اُن کے ہاتھوں میں بچوں کی رنگ برنگی تصاویر تھیں جو اُنھوں نے کلاس میں تمام طلبہ میں تقسیم کرتے ہوئے پوچھا کہ ان تصاویر کی کیا خاص بات ہے؟ بچوں نے جواباً کہا ''اِن تصاویر میں خوش، تندرست اور پیارے بچے نظر آرہے ہیں۔''

میڈم گیتا نے اُن تصاویر کو کارڈ بورڈ پر لگاتے ہوئے کہا کہ بچوں کی شخصیت کی نشوونما میں گھر کا ماحول نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ گھر آرام و سکون اور پناہ کی علامت ہوتا ہے۔ گھر بچے کے لیے پہلی تدریس کا ایک ادارہ بھی ہوتا ہے جہاں اُسے اِس دنیا کے بارے میں اور خود اپنی ذات کے بارے میں ابتدائی معلومات حاصل ہونا شروع ہوتی ہیں۔ گھر بچوں کے لیے اولین اور مستقل تجربہ گاہ ہوتا ہے۔ جہاں اُنھیں ذاتی تجربات بھی حاصل ہوتے ہیں اور والدین سے رہنمائی بھی ملتی ہے جس کی روشنی میں وہ دنیا میں رہنے سہنے کے طور طریقوں سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

کیا آپ نے اِن تمام باتوں کا تجربہ اپنے بچپن میں کیا ہے؟ بچوں نے حیرانی اور معصومیت سے جواب دیتے ہوئے کہا کہ استانی صاحبہ! ہمیں اس بات کا علم نہیں۔ اُستانی نے بچوں کے حیران کُن چہروں کو دیکھتے ہوئے پوچھا کہ ''اگر اُنھیں اپنے بچپن کے بارے میں جاننے میں دلچسپی ہو تو وہ اپنے والدین اور گھر والوں سے پوچھیں، جس میں اُن سے دریافت کریں کہ بچپن میں آپ کیسے تھے، والدین آپ کی پیدائش کے وقت کیا احساسات رکھتے تھے اور اُنھوں نے آپ کی زندگی کے متعلق کیا سوچا ہے۔''

بچوں کو یہ سرگرمی پسند آئی۔ گویا یہ طے پایا کہ تفویض کار یعنی ہوم ورک کے طور پر تمام بچے کم از کم گھر کے دو افراد کا انٹرویو کریں گے اور اپنے متعلق معلومات اکٹھی کر کے اگلے ہفتے اخلاقیات کے پیریڈ میں پیش کریں گے۔ اُستانی نے بتایا کہ اِس سرگرمی کو مزید دلچسپ بناتے ہوئے ہم کلاس کے چار گروپ ا۔ب۔ج۔د۔ بنائیں گے اور جو گروہ اپنے بچپن کے متعلق اچھا مقالہ پیش کرے گا اُس گروپ کو اگلے مہینے اسمبلی میں پیش ہونے کا موقع دیا جائے گا۔

حسبِ معمول اگلے ہفتے میڈم گیتا کلاس میں آئیں اور سرگرمی کے متعلق دریافت کیا۔ وہ یہ جان کر بہت خوش ہوئیں کہ تمام بچوں نے اپنے بچپن کے متعلق کچھ نہ کچھ حقائق جمع کیے ہیں۔ انھوں نے کلاس کے چاروں گروپوں سے کہا کہ آپ تمام ایک دوسرے کو اپنے متعلق اہم باتیں بتائیں پھر تمام بچے مل کر مجموعی خیالات کو لکھیں اور باقی تمام گروپوں کے سامنے اپنا مقالہ پیش کریں۔

تمام بچے اپنے اپنے گروپوں میں مصروف نظر آئے اور مجموعی نکات کو کاغذ پر لکھ کر تیار کرنا شروع کیا۔ اس سرگرمی کے دوران بچوں کا جوش و خروش قابلِ تحسین تھا۔ اب کچھ ہی دیر میں اپنے خیالات کو پیش کرنے کی باری تھی۔ لہٰذا اُستانی نے تمام بچوں سے گزارش کی کہ تمام گروپ اب اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں تاکہ سرگرمی کے اگلے سلسلے کو آگے بڑھایا جا سکے۔ اِس کے ساتھ ہی اُستانی نے ہر گروپ میں سے ایک نمائندہ چننے کو کہا۔ کچھ ہی دیر میں مقابلہ شروع ہوا اور پہلے گروہ کے نمائندے نے اپنے خیالات اِن الفاظ میں پیش کیے:

گروپ ۔ الف

بچے قدرت کا عظیم شاہکار ہیں وہ اپنے ماں باپ کے آنکھوں کے تارے اور گھر والوں کے پیارے ہوتے ہیں۔ اُن کی آمد سے گھر میں خوشیوں اور مُسکراہٹوں کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے اور ہر ایک ان سے کھیلنے اور باتیں کرنے میں مگن رہتا ہے۔

والدین بچوں پر خصوصی توجہ دیتے ہیں اور گھر کے دوسرے افراد بھی اُن کی دیکھ بھال کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ والدین اس بات کی مکمل یقین دہانی کرتے ہیں کہ اُن کے بچوں کی بنیادی ضروریات کو ہر ممکن طریقے سے پورا کیا جائے تا کہ اُن کی شخصیت مکمل طور پر اُبھر کر سامنے آئے۔ (شکریہ)

کلاس کے تمام طلبہ نے پہلے گروپ کے طلبہ کے لیے زوردار تالیاں بجائیں۔ اب دوسرے گروپ کی باری تھی۔ اُن کے جمع کیے ہوئے خیالات کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

گروپ ۔ ب

ننھے منے بچے کائنات میں مالکِ حقیقی کا تحفہ ہیں جو اپنی مسکراہٹ سے سب کا دل موہ لیتے ہیں۔ اُن کی آمد سے خاندان کے تمام افراد میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ بچے اپنے وجود کا احساس کبھی ہنس کر تو کبھی رو کر دلاتے ہیں اور صرف والدین ہی سمجھ پاتے ہیں کہ بچوں کو کس چیز کی ضرورت ہے۔ بچوں کی پیدائش سے قبل ہی والدین اس بات کی منصوبہ بندی بھی کرتے ہیں کہ وہ اُنھیں کیسا انسان بنائیں گے، اُن کی خواہشات کی تکمیل کیسے کریں گے، کس اسکول ، کالج اور یونیورسٹی میں بھیجیں گے۔ بچوں کی موجودگی میں آپس میں کس طرح بات چیت کریں گے اور انھیں آداب کیسے سکھائیں گے۔

بچے چوں کہ بہت ہی نازک ہوتے ہیں، لہٰذا خاندان کے تمام افراد اُن کی پرورش کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ گھر کے ماحول کو صاف سُتھرا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ بچے صحت مند اور تمام بیماریوں اور جراثیم سے محفوظ رہیں۔ (شکریہ)

بہت خوب! بہت خوب! استانی صاحبہ نے شاباشی دیتے ہوئے کہا اور پھر انھوں نے تیسرے گروہ کو آگے آنے کی دعوت دی۔ اِس گروپ نے نفسِ مضمون پر مندرجہ ذیل نکات پیش کیے:

گروپ ۔ ج

صحت مند جسم میں ایک صحت مند دماغ پرورش پاتا ہے۔ لٰہذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ خاندان کے تمام افراد اس بات کو یقینی بنائیں کہ گھر میں صفائی کا اعلیٰ انتظام ہو جس سے گھر میں رہنے والوں خاص طور پر چھوٹے بچوں کی صحت بہتر ہو، وہ تندرست ہوں اور صاف ستھری زندگی گزاریں کیونکہ صفائی نصف ایمان ہے۔ والدین کے پاس ننھے بچے مالکِ حقیقی کی امانت ہیں۔ لٰہذا اُن کی ہر لحاظ سے اچھی طرح نگہداشت کرنا ضروری ہے۔ جسمانی، اخلاقی، روحانی، عقلی اور سماجی، الغرض ہر لحاظ سے پرورش کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ وہ نہایت ہی چھوٹے، نازک اور معصوم ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی اُنھیں ہر موڑ پر رہنمائی اور ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ گویا والدین وقتاً فوقتاً اپنے بچوں کو اُن کی ذہنی سمجھ کے مطابق شفقت سے رہنمائی کرتے ہیں۔ (شکریہ)

تمام گروپ خوشی سے اپنی جگہوں پر کھڑے ہوگئے اور تالیوں سے اُنھیں داد دینے لگے۔ اب میڈم گیتا نے آخری یعنی چوتھے گروپ کو پیش ہونے کی دعوت دی۔ اس گروپ نے قلم بند کیے ہوئے خیالات و معلومات کو کچھ اِس طرح پیش کیا:

گروپ۔ د

بچے کی پیدائش کسی بھی خاندان میں کسی تہوار سے کم نہیں۔ ہر قوم اور ہر معاشرے میں اِس خوشی کے دن کو بھرپور انداز میں منایا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ و مالکِ حقیقی کا شکرانہ بھی بجالاتے ہیں۔ ایک بچے کی آمد نہ صرف خاندان میں بلکہ معاشرے میں ایک پُر امید احساس دیتی ہے کیوں کہ ننھے بچے اپنے ساتھ ایک حیرت انگیز دنیا لے کر آتے ہیں جو ارد گرد کے ہر فرد کو متاثر کرتی ہے۔

اگرچہ بچے کی آمد سے تمام افراد کی ذمے داریاں بڑھ جاتی ہیں مگر تمام گھر والے اس ذمے داری کو خوشی سے قبول کرتے ہیں اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ بچوں کی ہر بنیادی ضرورت کو پورا کیا جائے۔ گھر والے اپنے مذہبی عقائد کے مطابق بچے کا نام رکھتے ہیں جو اُس بچے کا پیدائشی حق ہے۔ بچوں کو ایک محفوظ اور پیار بھرا ماحول فراہم کرنا خاندان والوں کی اولین ذمے داری ہے تاکہ بچوں کے اندر تمام صلاحیتیں پروان چڑھ سکیں۔ (شکریہ)

استانی صاحبہ نے چاروں گروپوں اور اُن کے نمائندوں کے ساتھ مل کر تالیاں بجائیں اور انھیں شاباشی دی۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ کس گروپ نے سب سے زیادہ مفید خیالات پیش کیے ہیں۔ کیوں کہ تمام گروپوں نے انتہائی مشقت اور تحقیق کے بعد اپنے اپنے مقالے کو تیار کیا تھا۔ لہٰذا میڈم گیتا اور نمائندہ بچوں کی اتفاقِ رائے کے بعد یہ طے پایا کہ یہ چاروں مقالے اگلے ماہ ہونے والی والدین اور اساتذہ کی مشترکہ میٹنگ کے دن پڑھے جائیں گے جس میں تمام والدین کو شرکت کے لیے مدعو کیا جائے گا۔

۲- روزمرہ کے کام کاج میں گھر والوں کی مدد اور رہنمائی

معاملہ اگر گھر اور گھر کے افراد کے متعلق ہو تو ہم سو فیصد اس بات کی تائید کریں گے کہ زندگی گزارنے کے لیے ہمیں گھر کے تمام افراد کی مدد، رہنمائی اور تعاون کی خاص ضرورت ہوتی ہے اور ہماری ضرورتیں ایک دوسرے کے توسط سے ہی پوری ہوتی ہیں۔

ہم کچھ لمحوں کے لیے غور کریں کہ کیا ہماری اپنی زندگیاں اپنے گھر والوں کے بغیر ممکن ہیں اور کیا ہم اپنی زندگی اُن کے بغیر اتنے اچھے انداز میں گزار سکتے ہیں؟ تو ہمارا جواب نفی میں ہوگا۔ لہٰذا اس عظیم نعمت کے بدلے ہم اپنے پروردگار کا بے انتہا شکر بجالائیں گے کہ اُس نے ہمیں اتنے پیار کرنے والے گھر کے افراد عنایت کیے ہیں۔ جیسے والد، والدہ،

بھائی، بہن، دادا، دادی، پھوپھی، چچا وغیرہ جو ہر وقت ہماری فکر کرتے اور خیال رکھتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم بھی اُن کی ضرورتوں کے وقت اُن کی مدد کرتے ہیں؟ اُن کا ہاتھ بٹاتے ہیں یا اُن کے کام آتے ہیں؟ اگرچہ ان میں سے بعض ہم سے عمر اور تجربے دونوں میں بڑے ہوتے ہیں تاہم وہ ہماری اور ہم اُن کی مدد کر سکتے ہیں۔

یقیناً ہم سب طلبہ یہ بات سوچ رہے ہوں گے کہ ہم کس طرح اپنے گھر والوں کی مدد کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے اُن کے کام کا بوجھ ہلکا ہو اور وہ فراغت کے اوقات میں ہماری مزید رہنمائی کر سکیں۔ گھر میں اگرچہ کاموں کی فہرست بہت زیادہ ہوتی ہے مگر اُن میں سے ہم چند ایک کاموں کو بہت آسانی سے سرانجام دے کر اپنے والدین، بزرگوں اور بھائی بہن کا ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔ مثلاً:

- اسکول جانے کے لیے اپنے یونیفارم اور بستوں کی تیاری کی یقین دہانی رات کو سونے سے پہلے ہی کر لیں۔
- صبح اٹھ کر ناشتے سے قبل اچھی طرح ہاتھ مُنہ دھوئیں اور دانتوں کی صفائی کریں۔
- اسکول سے واپسی پر اپنے یونیفارم اور جُوتوں کو صحیح جگہ پر رکھیں تاکہ بعد میں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔
- اپنے کھانے کے ڈبے (ٹفن باکس) اور پانی کی بوتل کو خود ہی اپنے بستے میں رکھیں اور اسکول سے واپسی پر باورچی خانے میں دھو کر رکھ دیں۔
- گھر میں اِدھر اُدھر رکھی ہوئی چیزوں کو درست جگہ پر رکھنے میں اپنے والدین کی مدد کریں۔
- اپنے مطالعے کے لیے ٹائم ٹیبل بنائیں اور اُس پر سختی سے عمل کریں۔

یہ تمام کام ہماری ذات سے منسلک ہیں۔ اگر ہم یہ کام خود کر پائیں تو یقیناً اپنے گھر والوں کی مدد کرنے میں یہ ہماری طرف سے ایک چھوٹی سی کوشش ہوگی۔ جس کی بدولت ہم اپنے والدین کو تھوڑی سی خوشی دے پائیں گے اور اپنے آپ کو منظم بچوں کی فہرست میں شامل کر لیں گے۔ احساسِ ذمے داری دراصل ایک ایسی قوت ہے جو آگے چل کر ہمیں زندگی میں ایک بہترین انسان بننے میں مدد فراہم کر سکتی ہے۔

۳۔ عورت و مرد شانہ بہ شانہ: ایک مثبت قدم

وِلسن خوشی خوشی گھر میں داخل ہوا اور اپنے ہمراہ پانچ خوبصورت اور رنگ برنگ کارڈ لایا۔ گھر میں آتے ہی اُس نے امی جان، دادی جان، پھپھو اور اپنی چھوٹی بہن کو ڈرائنگ روم میں جمع ہونے کو کہا۔ بڑے احترام سے ہر ایک کا کارڈ پیش کیا اور بتایا کہ آج 8 مارچ یعنی خواتین کا عالمی دن ہے جو کہ پوری دنیا میں بڑے جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔

گھر کی خواتین رنگ برنگے کارڈز پر وِلسن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی عبارت کو پڑھ کر بے حد خوش ہوئیں اور ساتھ ہی خوبصورت نقش نگاری اور نیک خواہشات کے دعائیہ کلمات کے ساتھ ساتھ ہر رشتے یعنی، والدہ، پھپھو اور بہن سے منسلک اظہار تشکر بھی پیش کیا گیا۔ گھر والوں نے وِلسن کی اِس کاوش کو بے حد سراہا اور اُسے گلے لگا کر بے شمار دعائیں بھی دیں۔

کھانے کے دوران وِلسن نے بتایا کہ آج صبح اسمبلی میں خواتین کے عالمی دن کی مناسبت سے اساتذہ نے خواتین کی اہمیت اور اُن کے کارناموں سے متعلق موضوعات پر تقاریر پیش کیں۔ ساتھ ہی ساتھ خواتین اساتذہ نے جواباً شکریہ ادا کرتے ہوئے چند ایک اہم موضوعات جس میں مرد اور عورت کے یکساں حقوق اور کردار، عورتوں کی تعلیم کی ضرورت اور عورتوں کے لیے شہری اور ضلعی سطح پر سہولتوں کے موضوع پر تفصیلی معلومات پیش کیں اور اِس پیغام کو باور کروانے کی کوشش کی کہ گھر کے تمام افراد کا فرض ہے کہ وہ عورتوں کو مذہبی، معاشرتی، معاشی اور قانونی آزادی مہیا کریں جو اُن کا پیدائشی حق ہے۔

تقاریر میں بتایا گیا کہ آج کی عورت نہ صرف اپنے گھر بار اور بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے بلکہ ملازمت کے میدان میں دوسروں کے شانہ بہ شانہ کام کر رہی ہے۔ اپنی ذات میں خود اعتمادی اور جرأت مندی کی وجہ سے آج وہ ڈاکٹر، پائلٹ، انجینئر، ٹیچر، وکیل اور جج یہاں تک کہ ملک کے وزیرِاعظم کے عہدوں پر بھی فائز ہوتی نظر آتی ہے۔ عورتوں کی یہ ترقی صرف اُس وقت ممکن ہے جب معاشرے میں رہنے والے تمام خواتین و حضرات اس سچائی کو دل سے تسلیم کریں کہ عورت کا کام محض گھر اور بچوں تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ معاشرے میں اُن تمام مہذب ملازمتوں کی بھی حقدار ہے جس کی بدولت اُس کی اپنی ذہنی، جسمانی، عقلی اور معاشرتی صلاحیتوں اور قوتوں کو جِلا ملتی ہے۔ یہ آگہی اُسی وقت سُرخرو ہو سکتی ہے جب معاشرے میں موجود ہر شخص عورت کی عظمت کو سمجھے اور اپنے گھر میں موجود خواتین کو بھی وہی مواقع فراہم کرے جو مرد حضرات کو زمانہ قدیم سے حاصل ہیں۔

اِن تقاریر کے بعد جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے اختتامی کلمات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ مذہب نے ہر لحاظ سے خواتین کو آزادی اور حقوق فراہم کیے ہیں مگر ہمارے معاشرے میں چند کند ذہنوں اور فرسودہ رواج اور سوچ کی وجہ سے خواتین کو کافی پیچھے رکھا گیا تھا۔ پچھلی صدیوں میں عورتوں کی آواز کو خاموش کرنے کی بہت کوششیں کی گئیں مگر بیسویں صدی میں عالمی طور پر خواتین نے اپنے حقوق کے لیے آواز اُٹھانا شروع کی اور آہستہ آہستہ ترقی یافتہ معاشروں اور ترقی پذیر معاشروں نے بھی اُن کو مطلوبہ حقوق دینا شروع کیے۔ اگرچہ کُلّی طور پر ہم تمام خواتین کے حقوق سے آگاہ ہیں مگر اس امر کی بجاآوری میں کئی اور منازل طے کرنا ابھی باقی ہیں۔

آج اپنی تعلیم اور جرأت کی بدولت خواتین نے معاشرے میں مثبت تبدیلی سے اہم مقام حاصل کیا ہے۔ یہ عالمی دن ہمیں اِس بات کی یاد دلاتا ہے کہ خواتین کے حقوق چاہے وہ معاشی ہوں یا معاشرتی، مذہبی معاملات سے متعلق ہوں یا قانونی ہوں اِن حقوق کو حاصل کرنے اور اُنھیں پورا کرنے میں معاشرے کے تمام افراد کو اپنا اہم اور مثبت کردار ادا کرنا چاہیے۔

۴۔ گھریلو خدمات فراہم کرنے والوں کا احترام

بیگم سنتوش بالکونی میں لگاتار چکر لگارہی تھیں۔ جب اُن کے شوہر نے وجہ معلوم کی تو کہنے لگیں: ''اتنے سارے کام پڑے ہوئے ہیں لیکن مالی، ڈرائیور، خانساما اور خادمہ اب تک نہیں پہنچے۔ نہ جانے انھیں اتنی دیر کیوں ہوگئی اور ہم کب ووٹ ڈالنے جائیں گے؟

سنتوش صاحب نے کہا: ''ارے بیگم! آپ پریشان نہ ہوں وہ تمام راستے ہی میں ہوں گے، بس کچھ ہی لمحوں میں گھر پہنچ جائیں گے۔ ضرور کوئی کام آن پڑا ہوگا یا پھر ووٹ ڈالنے کے لیے لمبی قطاروں میں کھڑے ہوں گے یا اپنے شناختی کارڈ کی تصدیق کروارہے ہوں گے۔''

آپ ایسا کریں کہ صرف چائے تیار کرلیں، آج ہم ناشتے میں چائے اور بسکٹ ہی پر گزارا کرلیں گے۔

''اور دن کے کھانے کے لیے؟'' بیگم صاحبہ نے پوچھا۔

'' مجھے لگتا ہے کہ کھانے کے وقت سے بہت پہلے ہی یہ سب لوگ یہاں پہنچ جائیں گے، آپ فکر مت کیجیے۔'' سنتوش صاحب نے کہا۔

کچھ ہی دیر میں دروازے پر گھنٹی بجی۔ سنتوش صاحب دروازہ کھولتے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ ''ارے میاں! کہاں رہ گئے تھے؟ ہم آپ کا بے صبری سے انتظار کررہے ہیں۔''

ڈرائیور نے کہا: ''صاحب جی! ووٹ ڈالنے گیا تھا۔ وہاں کافی لمبی قطار تھی۔ مگر جب میرا نمبر آیا تو پولنگ انچارج نے بتایا کہ میرا نام وہاں پر موجود کسی بھی لسٹ میں نہیں ہے۔ چنانچہ انھوں نے مجھے قریبی علاقے کے دوسرے پولنگ بوتھ میں جانے کی ہدایت کی۔ جب میں دوسرے پولنگ بوتھ پر پہنچا تو وہاں کی لسٹ میں میرا نام موجود تھا۔ لہٰذا میں نے اپنا ووٹ ڈالا اور سیدھا گاڑی میں بیٹھ کر یہاں آگیا۔

بیگم سنتوش، ڈرائیور کو دیکھ کر خوش ہوگئیں، مگر گھر کے کاموں کی تکمیل کے لیے پریشان تھیں کہ خادمہ،

خانساما اور مالی کب آئیں گے! تاکہ گھر کے تمام کام خوش اسلوبی سے مکمل ہو جائیں۔

سنتوش صاحب نے بیگم کو مخاطب ہو کر کہا: ''ارے بھئی بیگم! ہمیں بھی تو ووٹ ڈالنے کے لیے چلنا چاہیے۔ وقت کافی ہو چکا ہے، آپ جلدی تیار ہو جائیں تاکہ ڈرائیور ہمیں پولنگ اسٹیشن تک لے جائے۔'' بیگم صاحبہ نے جواب دیا کہ ذرا ٹھہر کر چلتے ہیں۔ خادمہ، خانساما اور مالی بھی آجائیں تاکہ وہ اپنا گھر کا کام شروع کر لیں۔

کچھ دیر کے بعد سنتوش صاحب نے ڈرائیور کو پکارا اور کہا: ''آپ جب تک گاڑی نکال لیجیے، ہم اور بیگم صاحبہ بھی تو اپنا قومی فریضہ ادا کر لیں۔ ہمیں بھی تو ووٹ ڈالنے کے لیے نکلنا چاہیے، کافی دیر ہو چکی ہے۔ چونکہ گاڑی چلانے کی ذمے داری آپ کی ہے، اس لیے آپ ہمیں ان راستوں سے لے کر چلیں گے جہاں زیادہ ٹریفک نہ ہو، تاکہ ہم جلد ہی جا کر ووٹ ڈال کر گھر کو لوٹ آئیں۔'' ڈرائیور نے کہا: '' صاحب جی! پریشانی کی کوئی بات نہیں، جگہ جگہ پولیس کا پہرہ ہے اور شہر میں امن وامان ہے۔ اللہ نے چاہا تو ہمیں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔''

اتنے میں انہوں نے دیکھا کہ خادمہ، خانساما اور مالی بھی اپنا ووٹ ڈال کر آرہے ہیں۔ بیگم صاحبہ اُنھیں دیکھ کر خوش ہوئیں اور ان کو گھر کے مختلف کاموں کی ہدایت کر دی۔

سنتوش صاحب اور اُن کی بیگم جیسے ہی گاڑی میں بیٹھنے لگے، ڈرائیور نے انھیں یاد دلایا کہ شناختی کارڈ بھی ساتھ لے کر چلیں۔ بیگم صاحبہ دوبارہ کمرے میں گئیں اور اپنا اور سنتوش صاحب کا شناختی کارڈ لے آئیں۔

سنتوش صاحب بیگم صاحبہ سے بولے: '' بیگم صاحبہ! اب تو اطمینان کا سانس لے لیجیے، خادمہ، خانساما اور مالی بھی پہنچ چکے ہیں۔ کچھ ہی دیر میں ہم بھی ووٹ ڈال کر واپس آجائیں گے۔ پھر مل بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔'' بیگم صاحبہ بولیں کہ اگر واپسی پر ہمیں کوئی جاننے والے یا رشتے دار مل گئے تو دیر ہو سکتی ہے ورنہ ہم وقت پر ہی گھر پہنچ جائیں گے۔

ڈرائیور نے گاڑی چلانی شروع کی اور دس منٹ میں وہ پولنگ اسٹیشن پہنچ گئے۔ اپنا شناختی کارڈ دکھایا اور ووٹ ڈال کر واپس آرہے تھے کہ راستے میں اُن کی ملاقات مرزا صاحب سے ہوئی جو اپنے اہل و عیال کے ہمراہ ووٹ ڈالنے آئے

ہوئے تھے۔ تعارف کے بعد سنتوش صاحب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: '' بھئی ہمارے گھر کے تمام افراد، بیگم صاحبہ، مالی اور خادمہ نے بھی ووٹ ڈال کر اپنا قومی فریضہ ادا کر لیا ہے۔

مرزا صاحب نے انھیں تعجب سے دیکھا، تو سنتوش صاحب بولے: '' مرزا صاحب! ہمارے گھر میں ہم سب مل کر رہتے ہیں۔ پھر چاہے ہم ہوں یا بیگم صاحبہ یا پھر مالی یا ڈرائیور۔ ہمیں قومی فریضے کے ساتھ ساتھ انسانی اور اخلاقی فرائض بھی ادا کرنے لازمی ہیں۔'' یہ کہہ کر سنتوش صاحب مسکرائے اور بیگم صاحبہ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی طرف لوٹ گئے۔

- مالکِ حقیقی نے کائنات کی ہر شے کو کسی نہ کسی مقصد کے تحت پیدا کیا ہے۔ لہٰذا ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہر چیز کی حفاظت کریں۔
- خاندان میں بچے کی پیدائش سے ہر ایک کے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی ہے۔ بچے مالکِ حقیقی کی قدرت کا عظیم شاہکار ہیں اُن کی تربیت اُن کے والدین اور گھر والوں کا اہم فریضہ ہے۔
- بچپن سے ہی اخلاقی اور روحانی تربیت ملنے سے بچے اپنی شخصیت کے اندر وہ جوہر اور صفات پیدا کر پاتے ہیں جو اُنھیں اچھا اور نیک انسان بنانے میں مدد دیتی ہے۔
- بچے ہم تمام کی ذمے داریاں ہیں گویا والدین کے ساتھ ساتھ معاشرہ بھی اُن کی تربیت کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- گھر میں رہنے والے افراد خون کے رشتوں کی بدولت آپس میں جُڑے ہوئے ہوتے ہیں لہٰذا ایک دوسرے سے پیار، ایک دوسرے کی مدد کرنا تمام گھر والوں پر لازمی ہے۔

- خاندان کے ساتھ ساتھ باقی تمام لوگوں سے محبت اور اخلاق سے پیش آنا بھی نہایت ضروری ہے۔
- یہ نہایت اہم معاملہ ہے کہ گھر کے تمام لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت سے رہیں اور ایک دوسرے سے برابری کا سلوک کریں۔ گھر اور معاشرے میں مرد اور خواتین برابر ہیں۔ کوئی کسی سے برتر نہیں اور کوئی کسی سے کم تر نہیں۔
- گھر میں موجود کام کرنے والے افراد یا دفتر یا پڑوسیوں کے ہاں کام کرنے والے افراد مثلاً خانساما، خادمہ، مالی وغیرہ کے ساتھ عزت سے پیش آئیں۔
- مالکِ حقیقی نے ہر انسان کو بہت محترم بنایا ہے۔ لہٰذا ہمیں ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) آپ کے خیال میں والدین بچوں کی پرورش کیسے کرتے ہیں؟

(۲) ''ایک صحت مند جسم میں صحت مند دماغ پرورش پاتا ہے۔'' اپنے لفظوں میں اِس قول کی وضاحت کریں۔

(۳) ایسے دس اہم کاموں کی فہرست بنائیں جو آپ کے خیال میں والدین اپنے بچوں کے لیے سرانجام دیتے ہیں۔

(۴) آپ کے خیال میں خواتین کو معاشرے میں مساوی درجہ ملنے سے کیسی مثبت تبدیلی آسکتی ہے؟

(۵) آپ کے گھر والوں میں کام کرنے والے لوگوں مثلاً خادمہ، خانساما، مالی وغیرہ سے آپ کس طرح پیش آتے ہیں؟

ب۔ درج ذیل سوالات کا مفصل جواب تحریر کریں:

(۱) کوئی ایسا واقعہ بیان کریں جس میں آپ نے لوگوں کو دوسروں کی تحقیر کرتے ہوئے دیکھا ہو؟ کیا آپ کے نزدیک یہ قابل قبول فعل ہوگا؟ ہاں یا نہیں؟ دلائل سے واضح کریں۔

(۲) اسکول سے گھر واپسی پر آپ اپنے گھر والوں کے کن کن کاموں میں مدد کرتے ہیں؟ ایک ہفتے یعنی سات دنوں پر مبنی تمام کاموں کی تفصیل، وقت کا اندراج کرتے ہوئے تحریر کریں۔

ج۔ ''اخلاقی اقدار'' کے موضوع سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں:

(۱) ____

(۲) ____

ہدایات برائے اساتذہ

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ گروپ میں ''عورت و مرد شانہ بہ شانہ'' کے عنوان پر ایک تقریری مقابلہ کا اہتمام کریں۔ اس مقابلے میں دیگر اساتذہ اور اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب/ہیڈ مسٹریس صاحبہ کو بھی مدعو کریں۔
- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ مل کر اپنی پیدائش سے لے کر اب تک کی تمام تصاویر پر مبنی انفرادی (ذاتی) فوٹو البم بنائیں اور کلاس میں نمائش کا اہتمام بھی کریں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تحقیر	کم تر سمجھنا	تفویض کار	کام سونپنا، حوالے کرنا
حتی الامکان	جتنا ممکن ہو	نگہداشت	نگرانی
شاہ کار	کوئی بڑا نمایاں کام	فاقہ	بھوک
قلم بند	لکھنا، بیان کرنا	تائید	طرف داری، حمایت
اختتامی	آخری، ختم کرنا	مہذب	تہذیب یافتہ
جِلا ملنا	نکھرنا	توسط	ذریعے سے، وسیلے سے
باور	یقین دلانا	قابلِ تحسین	تعریف کے قابل
شادمانی	خوشی	عروج	بلندی
دِل موہ لینا	دِل جیت لینا	نقش نگاری	نقش بنانا
تشکر	شکریہ ادا کرنا	سُرخرو	کامیاب
فرسودہ	پرانے، بے کار	کُلّی طور پر	مکمل طور پر
کُند ذہن	سست ذہن والا	نفسِ مضمون	اصل مضمون

قوانین کی اہمیت وافادیت

۱۔ تعارف

قوانین کی پابندی انسان پر انتہائی لازمی ہے۔ یہ قوانین ہی ہیں جو ہمیں آنے والی پریشانیوں سے بچاتے ہیں اور اپنی زندگی کو اچھے انداز میں گزارنے میں ہماری مدد کرتے ہیں۔

کائنات کی ہر چیز قوانین کے تابع ہے اور اِس بات کو سمجھتے ہوئے اور ملک کے اچھے شہری ہونے کی حیثیت سے ہم تمام کو اپنی اپنی زندگی میں قوانین پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ قوانین کی پابندی کی بدولت ہی قومیں کامیابی سے ہمکنار ہوسکتی ہیں۔ تمام مذاہب بھی ہمیں ایک مخلص، باوقار اور وفادار شہری ہونے کا درس دیتے ہیں۔

۲۔ ٹریفک کے قوانین کی پابندی

عاطف اپنی امی کی دوائی خریدنے کی غرض سے موٹر سائیکل کی چابی لے کر گھر سے نکلتا ہے اور امی سے کہتا ہے کہ وہ دس پندرہ منٹوں میں گھر پہنچ جائے گا۔ اُس کے نکلنے کے پندرہ منٹ بعد ابو جان اور بھائی جان گھر میں داخل

ہوتے ہیں۔ امی سے پوچھنے پر پتہ چلتا ہے کہ عاطف دوائی خریدنے کے لیے قریبی دوائی فروش کی دکان تک گیا ہے اور جلد ہی لوٹ آئے گا۔

امی جان، ابو جان اور بھائی جان کے ہمراہ چائے سے فارغ ہوتی ہیں تو عاطف کا پوچھتی ہیں کہ وہ کب گھر آئے گا حالانکہ اب تک تو اُسے گھر میں موجود ہونا چاہیے تھا۔ جب اگلے آدھے گھنٹے تک عاطف گھر نہیں لوٹا تو گھر والے پریشان ہونا شروع ہوگئے کیوں کہ دوائی

کی دکان گھر کے قریب ہی تھی اور پھر عاطف تو موٹر سائیکل پر گیا تھا۔ عاطف کی خیریت جاننے اور اسے ڈھونڈنے کے لیے اُس کے ابو اور بھائی دونوں نکل جاتے ہیں۔

کالونی سے باہر روڈ پر قدم رکھتے ہی وہ حیران ہوگئے کہ سڑک کے دونوں جانب تمام گاڑیاں رُکی کھڑی ہیں۔ آخر کیاماجراہو گیا؟ یہ جاننے کے لئے دونوں تھوڑاآگے بڑھتے ہیں تو انہیں معلوم ہوا کہ اگلے موڑ پر رکشہ، ٹیکسی اور بسوں کے ڈرائیور آپس میں بحث و تکرار کر رہے ہیں۔ لوگ ہارن پر ہارن بجائے جارہے ہیں اور ہر ایک جلدی میں ہے اِس لیے ٹریفک پولیس کے اشاروں پر کوئی توجہ نہیں دی جارہی ہے۔

اِس گرمی میں بسوں میں موجود لوگ جو کام سے تھکے ہارے آئے ہوتے تھے، بدحواس نظر آرہے ہیں۔ اسی طرح رکشاؤں اور ٹیکسیوں میں موجود سوار بھی تھکاوٹ کی وجہ سے بے چین دکھائی دیتے ہیں، اُن کی خواہش تھی کہ گھر جلد پہنچ جائیں مگر ٹریفک کے قوانین کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے تمام لوگ تقریباًڈیڑھ گھنٹے سے وہیں کھڑے ایک دوسرے پر غصہ کھاتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

اسی دوران ابو جان اور بھائی جان کو عاطف اپنی موٹر سائیکل کھینچتے ہوئے دکھائی دیا، تب اُن کی جان میں جان آئی۔ کچھ دیر میں مزید پانچ ٹریفک پولیس اہلکار اپنے سربراہ کے ہمراہ آن پہنچے جنہوں نے ٹریفک کے سلسلے کو رواں کیااور یوں یہ مسئلہ حل ہوا۔

اب عاطف اپنے ابو جان اور بھائی جان کے ہمراہ گھر کی طرف گامزن تھا تو بھائی نے ابو جان سے پوچھا کہ ہم کس طرح تمام لوگوں کو ٹریفک کے قوانین کی پابندی کے لیے آمادہ کر سکتے ہیں؟ ابو جان نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں اس بات کو سمجھنا ہوگا کہ تمام لوگ ایک ساتھ سڑک کے دونوں جانب گاڑیاں نہیں چلا سکتے۔ ضروری ہے کہ جب دائیں جانب کے لوگ اپنی گاڑیوں میں سوار ہو کر گزریں تو بائیں جانب کی ٹریفک کچھ دیر انتظار کرے اور جیسے ہی ٹریفک کا اشارہ "سبز" ہو جائے تو وہ آگے کی جانب بڑھیں۔ اُنھیں اس بات کا اطمینان کر لینا چاہیے کہ چند لمحوں بعد اُن کی باری یقیناً آئے گی۔

عاطف نے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے کہا" اگر لوگ اپنی اپنی باری کا انتظار کرتے تو ہم اُن دو گھنٹوں کی تکلیف سے بچ جاتے"۔" بالکل صحیح" ابو جان نے کہا۔

بھائی جان نے ابو جان سے پوچھا کہ اس ٹریفک سگنل کی پابندی کس حد تک ہمارے وقت کو بچا سکتی ہے؟ابو جان نے بتایا کہ ہر ترقی یافتہ قوم اپنے شہریوں سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ ٹریفک کے قوانین کی پابندی کریں۔ ساتھ ہی تمام شہریوں کو ٹریفک کے قوانین کی عملی تربیت بھی دی جاتی ہے اور کئی مقامات پر ٹریفک پولیس لوگوں کی مدد اور رہنمائی کے لیے موجود ہوتی ہے۔ اگر ہم چاہیں تو ان بنیادی اُصولوں پر عمل کرتے ہوئے اپنے علاقے، شہر اور ملک کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ جس کی بدولت ہم اپنی اور دوسروں کی زندگیوں میں آسانی پیدا کر سکتے ہیں اور اپنا قیمتی وقت بھی دوسرے کاموں کے لیے بچا سکتے ہیں۔

عاطف نے سزا سے متعلق سوال کرتے ہوئے پوچھا" ابو جان! کیا ٹریفک سگنل کی خلاف ورزی کرنے والوں پر کوئی جرمانہ عائد ہوتا ہے؟ ابو جان نے جواباً کہا" بالکل" تاہم ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم سب مل کر ٹریفک کے قوانین کی پابندی کریں۔ اپنے لائسنس اور گاڑی کے تمام کاغذات ہمیشہ اپنے ساتھ رکھیں۔ اس کے علاوہ اپنے شناختی کارڈ اور گھر کا پتہ بھی اپنے ساتھ ضرور رکھیں تاکہ بے جا پریشانیوں سے بچ سکیں۔

اور سب سے اہم بات، ابو جان نے مزید کہا کہ" چھوٹے بچوں اور بچیوں کو اپنے والدین یا بڑوں کی رہنمائی ہی میں گاڑی یا موٹر سائیکل چلانے کی اجازت ہونی چاہیے تاکہ وہ اپنے بڑوں سے مکمل ہدایت حاصل کرتے ہوئے معاشرے میں رائج قوانین پر خوش اسلوبی سے عمل پیرا ہو سکیں۔

باتوں ہی باتوں میں یہ تینوں گھر کے قریب پہنچ گئے، کالونی کے اندر داخل ہوتا دیکھ کر عاطف کی والدہ نے سکھ کا سانس لیا۔

۳۔ فرد کی زندگی میں وقت کی قدر و قیمت

وقت کی قدر و قیمت ایک فرد کی زندگی میں کتنی اہمیت کی حامل ہوتی ہے اسے ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

فرض کیجیے کہ اگر ہمیں روزانہ 86400 روپے کی رقم تحفے میں ملے لیکن شرط یہ ہو کہ رات تک اس رقم کو اچھے اچھے کاموں میں استعمال کر لینا ہے۔ یقیناً ہم یہ رقم اچھے کاموں میں ہی استعمال کریں گے۔

دراصل یہ مثال ہماری زندگی میں ''وقت''(Time)سے متعلق ہے۔ ہمیں قدرت کی طرف سے روزانہ 86400 سیکنڈ عطا ہوتے ہیں۔ اگر ہم نے انھیں صحیح اور اچھے مقاصد کے حصول کے لیے استعمال نہ کیا تو گویا ہم نے یہ قیمتی وقت ضایع کر دیا جو دوبارہ کبھی نہیں ملے گا۔

گویا ہمیں اپنے ہر ایک سیکنڈ اور منٹ کے استعمال پر غور کرنا چاہیے۔ وقت کا صحیح استعمال ہمیں کامیابی کی طرف لے جا سکتا ہے ورنہ ہم نقصان اٹھانے والوں میں شمار کیے جائیں گے۔

بحیثیت طالب علم ہم اپنے وقت کو کیسے گزارتے ہیں، اس کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے۔ ہمارے والدین، گھر والے، اساتذہ ہمیں وقت کی پابندی اور وقت کے صحیح استعمال کی ہر وقت ہدایت کرتے رہتے ہیں تاکہ ہم اپنی زندگی کو صحیح سمت میں لے جائیں۔

مظاہر قدرت یعنی چاند، سورج، ستارے انسان کو وقت کی پابندی کرنے کا سبق دیتے ہیں۔ وقت ایک عظیم اور قیمتی تحفہ ہے اور ہر شخص کو اس دنیا میں اِس عظیم تحفے کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ اب اگر ہم نے وقت کو ضایع کر دیا تو گویا ہم نے مالکِ حقیقی کے دیے ہوئے تحفے کو ضایع کر دیا۔ ہماری زندگی میں وقت کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ ہم سب مل جُل کر رہتے ہیں۔ اگر ہم خود وقت کی پابندی کریں گے تو یقیناً اپنے گھر اور خاندان والوں کے لیے ایک بہترین مثال قائم کر سکیں گے۔

وقت کی اہمیت کو فراموش کرنے والا انسان نہ صرف نقصان اُٹھاتا ہے بلکہ وہ ترقی کی راہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قدم بہ قدم مل کر چلنے سے بھی قاصر رہ جاتا ہے اور اُسے ناکامی اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لٰہذا اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ اپنے آنے والے سالوں، مہینوں، ہفتوں، دنوں، گھنٹوں، منٹوں اور سیکنڈوں کو اچھے طریقے سے استعمال کریں اور اپنی اور دوسروں کی زندگیوں میں خوبصورتی بکھیریں۔

ہمیں اپنے اندر عادت ڈالنی ہوگی کہ ہم ہر کام کو باقاعدگی سے وقت پر مکمل کریں۔ روزانہ اپنے کاموں کی فہرست بنائیں اور آج کے کام کو کل پر ٹالنے کی کوشش بالکل نہ کریں۔ اپنا روزانہ جائزہ لیتے رہیں اور وقت کو بہتر سے بہتر طور پر استعمال کرنے کی کوشش کریں۔

۴۔ گھر کے قواعد وضوابط کی پابندی

گھر کسے پیارا نہیں ہوتا۔ ہم سب کو اپنا گھر بہت پسند ہے۔ اپنے گھر میں ہم آرام و سکون سے رہتے ہیں۔ یہ ایک طرف تو ہمیں سخت دھوپ، گرمی، سخت سردی، بارش اور طوفانی ہواؤں سے بچاتا ہے تو دوسری طرف ہمیں پناہ گاہ فراہم کرتا ہے جس کی بدولت ہم اپنے گھر والوں کے ساتھ آرام و سکون سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

اپنے گھر میں ہم چھوٹے بڑے سب مل کر رہتے ہیں اسی لیے ہمارے گھر میں مختلف اُصول وضوابط وضع کیے جاتے ہیں جس کی تربیت ہمیں بچپن ہی سے دی جاتی ہے۔ یہ اُصول وضوابط گھر میں مساویانہ ماحول، پیار و محبت کے احساسات، اچھے اخلاق کی تربیت اور تہذیب کے ساتھ اِن پر عمل پیرا ہونے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جو آگے چل کر ہماری انفرادی و ذاتی زندگی اور معاشرتی واجتماعی زندگی میں انتہائی کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔

گھر کے بارے میں چند اہم قواعد وضوابط درج ذیل ہیں۔ جن کی پابندی ہم سب پر لازمی ہے:

1. آپ کے گھروں میں پانی، بجلی اور گیس کی سہولتیں میسر ہوتی ہیں۔ لہٰذا گھر کے ہر فرد پر لازم ہے کہ پانی، بجلی اور گیس کا بے جا اور غلط استعمال نہ کرے۔
2. ٹیلیفون، بجلی، گیس اور پانی کے بلوں کی ادائیگی وقت پر کرنا ہم سب پر لازم ہے۔ اگر بل وقت پر ادا نہ کیے جائیں تو ہمارے گھروں کے کنکشن منقطع کیے جا سکتے ہیں۔ اس طرح ہم ان سہولتوں سے محروم ہو جائیں گے۔
3. گھروں میں آنے والی گیس اور بجلی کو کسی تجارتی یا کاروباری مقصد کے لیے استعمال کرنا قانونی جرم ہے۔ مثلاً: گھروں کی گیس اور بجلی کچھ تجارت پیشہ لوگ اپنے کاروبار کے لیے استعمال کرتے ہیں تاکہ انھیں بِل کم ادا کرنا پڑے۔ مگر یہ عمل درحقیقت بجلی اور گیس کی چوری کے مترادف ہے جو کہ غیر قانونی اور غیر اخلاقی عمل ہے۔
4. اگر آپ کے گھر والے گاڑی اور موٹر سائیکل استعمال کرتے ہیں تو اُن کے لائسنس بنوانا لازم ہے۔ بغیر لائسنس کے گاڑی یا موٹر سائیکل چلانا غیر قانونی ہے۔

5. اپنے گھر اور سامان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ پڑوسیوں کے گھر اور سامان کی حفاظت بھی لازمی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ اپنے محلے میں گارڈ متعین کریں اور اُن کی ماہانہ تنخواہ وقت پر ادا کریں۔

6. برقی اور تکنیکی آلات کا استعمال احتیاط سے کریں ۔ کیونکہ بے احتیاطی سے استعمال کرنے سے یہ آلات کسی حادثے کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔

7. اپنے گھر اور محلے میں صفائی کا خاص خیال رکھیں تا کہ جراثیم اور بیماریوں سے بچا جا سکے۔

8. اگر کوئی مشتبہ، مشکوک یا اجنبی شخص یا گروہ آپ کے گھر کے آس پاس نظر آئے تو فوراً آپ اپنے گھر والوں اور محلے والوں کو آگاہ کر دیں۔ وہ سب مل کر پولیس کو اطلاع کر دیں گے اور کسی بھی ممکنہ پریشانی سے بچ سکیں گے۔

9. گھر سے باہر جانے یا سفر کی صورت میں اپنا قومی شناختی کارڈ اپنے ساتھ لے جائیں۔

10. اپنے گھر اور محلے میں خاص خاص اداروں یعنی پولیس اسٹیشن، اسپتال، ایمبولینس، فائر بریگیڈ وغیرہ کے نمبروں کا چارٹ آویزاں کریں تا کہ ہنگامی صورت میں ان اداروں سے مدد لی جا سکے۔

اِن اُصولوں کی بدولت گھر میں سکون اور نظم وضبط کا ماحول رہتا ہے اور بچوں اور بڑوں میں احساسِ ذمے داری پیدا ہوتا ہے اور تمام لوگ مل کر کوشش کرتے ہیں کہ وہ وقت کو ضایع کیے بغیر ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اس کے علاوہ بُردباری اور رواداری کے ساتھ ساتھ گونا گوں اخلاقی اقدار بھی پروان چڑھتی ہیں۔ گویا گھر میں حاصل کی ہوئی تربیت کے نتیجے میں ہم اچھے انسان بنتے ہیں کیوں کہ گھر پہلی درس گاہ ہے اور وہاں سکھائے گئے قواعد وضوابط کی پابندی ہمیں اپنا، اپنے والدین اور خاندان کا نام روشن رکھنے میں مدد دیتی ہے۔

۵۔ اسکول کے قواعد وضوابط کی پابندی

اسکول میں سالانہ نتائج کا اعلان ہو چکا تھا اور ہم اگلی جماعت یعنی چھٹی جماعت کے لیے سیکنڈری سیکشن میں پہنچ چکے تھے۔ ایک طرف تو خوشی کا سماں تھا کہ امتحان میں پاس ہونے کے بعد سیکنڈری سیکشن میں ہمارا تبادلہ ہو چکا ہے۔ دوسری جانب تھوڑی سی گھبراہٹ بھی محسوس ہو رہی تھی کہ سکینڈری اسکول میں انتظامیہ اور اساتذہ مختلف ہوں گے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم تمام طلبہ نئے ماحول، نئے قوانین اور نئے اساتذہ اور اسکول کے عملے وغیرہ سے تھوڑا بہت گھبرا رہے تھے۔

پیر کے دن سیکنڈری سیکشن میں تمام بچوں اور ان کے والدین کا ایک انٹرویو تھا۔ ساتھ ہی انٹرویو کے بعد انتظامیہ کی جانب سے ایک تعارفی پروگرام بھی ترتیب دیا گیا تھا۔ تاکہ والدین اور بچوں کو نئے سیکنڈری سیکشن سے متعلق اہم معلومات اور ہدایات فراہم کی جاسکیں۔

پیر کی صبح تقریباً 9 بجے سے والدین اور بچوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تمام بچے اپنے اپنے والدین کے ساتھ انٹرویو سیشن کے لیے مقررہ وقت پر پہنچ گئے۔ پھر تمام بچوں اور والدین کو سیکنڈری سیکشن کا دورہ کرانے کے بعد ایک بڑے ہال میں بٹھا دیا گیا۔ اسکول تو کافی

بڑا تھا اور اُس میں کھیل کا میدان، بڑے بڑے کمرۂ جماعت، کینٹین، پرنسپل کا کمرہ اور اسٹاف روم وغیرہ تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد انٹرویو شروع ہوا۔ ایک کمرے میں باری باری تمام بچوں اور ان کے والدین کو بلا کر ان کا انٹرویو لیا گیا۔ انٹرویو کے بعد دوبارہ تمام بچوں اور والدین کو ایک دوسرے ہال میں بٹھا دیا گیا۔ جب تمام لوگ ہال میں بیٹھ چکے تو پرنسپل کو بلایا گیا۔ انھوں نے آکر بچوں اور ان کے والدین کو خوش آمدید کہا اور مبارکباد دی کہ اُن کے بچے انٹرویو میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اب وہ اِس سیکنڈری سیکشن کا حصہ ہیں۔

پرنسپل کے بعد انتظامیہ کمیٹی کے سربراہ رابن تھامس اسٹیج پر تشریف لائے اور تعارف کے بعد انھوں نے اسکول کے قواعد و ضوابط سے متعلق ایک "قواعد و ضوابط نامہ" تمام والدین کو تقسیم کروایا اور ان سے کہا: "ہم تمام قواعد و ضوابط ایک ایک کر کے پڑھیں گے تاکہ آپ لوگ اس سے اچھی طرح باخبر ہو جائیں۔"

قواعد و ضوابط نامہ

والدین سے گزارش کی جاتی ہے کہ:

1. بچوں کو اسکول پہنچانے اور لینے کے لیے گھر والوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور آئے تاکہ اسکول کی انتظامیہ بچوں کی حفاظت میں والدین کی مدد کر سکے۔
2. بچوں کو اسکول کے یونیفارم میں وقت پر اسکول بھیجیں، دیر سے آنے والے بچوں کے لیے گیٹ نہیں کھولا جائے گا۔
3. اسکول کے یونیفارم، کالے جوتے اور بیج (Badge) کا ہونا لازمی ہے۔
4. امتحانات میں بیٹھنے کے لیے 90 فیصد حاضری لازمی ہے، کوشش کی جائے کہ بچہ غیر حاضر ہی نہ ہو۔
5. چھٹی لینے کی صورت میں ایک روز پہلے انتظامیہ کو اطلاع دیں۔ ورنہ حاضری کے پوائنٹ کم کر دیے جائیں گے۔
6. بچوں کو قیمتی چیزیں، مثلاً: موبائل اور تکنیکی آلات لانے کی اجازت نہیں۔ اگر بچے ان قیمتی اشیا کو اسکول لائے تو کھو جانے کی صورت میں انتظامیہ ذمہ دار نہ ہوگی۔

7. والدین کو ہر تین مہینے بعد میٹنگ کے لیے مدعو کیا جائے گا، جس میں وہ ضرور شریک ہوں۔ اس میٹنگ میں بچوں کی کارکردگی، اُن کی دلچسپی اور آنے والے پروگراموں میں اُن کو شامل کرنے سے متعلق تبادلہء خیال کیا جائے گا۔

8. والدین، اساتذہ یا عملے سے متعلق اپنی رائے دینے، یا شکایت درج کرنے کے لیے صرف جمعرات کے روز تشریف لا سکتے ہیں۔ ہفتے کے باقی دنوں میں اسکول میں مختلف سرگرمیوں کی وجہ سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ ایمرجنسی کی صورت میں والدین اسکول کے ای میل ایڈریس پر اپنا پیغام بھیج سکتے ہیں، فون کر سکتے ہیں، خط ارسال کر سکتے ہیں یا ''گیٹ مین'' کو دے سکتے ہیں۔ بعد ازاں انتظامیہ اس شکایت/درخواست کو پڑھ کر والدین کو مطلع کر دے گی۔

9. کھیل کود کی سہولتوں اور دیگر تقریبات میں شرکت کا موقع حاصل کرنے کے لیے طلبہ کو بہترین کارکردگی دکھانی ہوگی۔ ساتھ ہی صفائی ستھرائی اور اچھے اخلاق و آداب کی بنا پر بچوں کو مقامی، قومی یا بین الاقوامی تقریبات میں شرکت کے مواقع فراہم کیے جائیں گے۔ اس کا فیصلہ انتظامیہ طلبہ کی مجموعی کارکردگی کی بنیاد پر کرے گی۔

10. اسکول کی انتظامیہ، والدین اور بچوں سے مکمل تعاون کا وعدہ کرتی ہے۔ کسی بھی مسئلے کے لیے آپ بلا جھجک پرنسپل سے مل سکتے ہیں۔

آخر میں سر رابن تھومس نے مزید کہا کہ اس قواعد و ضوابط نامہ پر والدین اور بچے دستخط کرنے کے بعد اگلے روز انتظامیہ کی دفتر میں جمع کرادیں۔ شکریہ۔

پڑوسیوں کے حقوق وضوابط

روئے زمین پر انسان مالکِ حقیقی کا نمائندہ ہے اور اس حیثیت سے دنیا میں رہنے والے دوسرے انسانوں کے ساتھ اُس کا فطری وجذباتی رشتہ ہے۔ یہ رشتہ مضبوط اور طاقتور اُسی وقت ہوتا ہے جب ہمارے ارد گرد کے لوگ ہم سے خوش ہوں اور ہماری ذات سے اُنھیں کوئی دکھ، تکلیف یا پریشانی نہ ہو۔ قرآنِ پاک میں بیان کیا گیا ہے:

''اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت داروں (یعنی رشتہ داروں) اور یتیموں اور فقیروں اور رشتے دار ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام باندیوں کے ساتھ (نیک سلوک کرو)۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔'' (القرآن، سورۃ النسا: آیت 36)

ہمارے پڑوسیوں کا ہم سے تعلق اپنے خاندان والوں اور رشتے داروں سے کہیں زیادہ گہرا ہے ۔ کیوں کہ وہ ہمارے دُکھ سُکھ کے ساتھی ہیں اور اگر کبھی کوئی مشکل آن پڑے تو وہ ہمیشہ مدد کے لیے حاضر رہتے ہیں۔ اگرچہ پڑوسیوں کے ساتھ ہمارے تعلقات کی نوعیت معاشرتی سطح پر ہوتی ہے ۔ مگر اکثر اوقات یہ رشتہ خاندانی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ گویا جس طرح ہم اپنے خاندان والوں کا خیال رکھتے ہیں بالکل اسی طرح ہمیں اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کی زندگی ہم گزارنا پسند کرتے ہیں ویسی زندگی گزارنے کا حق اُنھیں بھی میسر ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس (شخص) کا کوئی ایمان نہیں جس کے شر سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ ہو۔'' (صحیح بخاری:6016)

ہماری ممکنہ کوشش ہونی چاہیے کہ ہماری اپنی ذات سے کسی کی دل آزاری نہ ہو، ہم اپنی زبان سے کسی کے لیے بُرے کلمات استعمال نہ کریں اور پڑوسیوں کے ساتھ ویسی ہی محبت وخلوص سے پیش آئیں جیسے ہم دوسروں سے چاہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی ضرر رسانیوں سے اُس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔'' (صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 174)

اکثر اوقات ہم اپنی خوشی کے موقعوں پر اپنے پڑوسیوں کو بھول جاتے ہیں جو کہ غیر اخلاقی فعل ہے۔ اپنی

خوشیوں میں اُن کو شامل کرنا ہماری اولین ذمے داری ہے۔ بعض دفعہ ہم اپنے گھروں کی صفائی کرنے کے بعد تھوڑا بہت کُوڑا کرکٹ پڑوسیوں کے گھروں کے آگے ڈال دیتے ہیں جس سے اُنھیں تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اونچی آواز میں میوزک (موسیقی) سُننا یا پھر تیز آواز میں بات چیت کرکے پڑوسیوں کے آرام وسکون میں خلل پیدا کرنا، نہایت غیر مناسب عمل ہے۔ ہمیں چاہیے کہ بجلی، پانی اور انٹرنیٹ کی چوری نہ کریں۔ پڑوسیوں کے مال وملکیت، مثلاً: سامان، مال، مویشی اور دیگر اشیا کی چوری سے گریز کریں۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں بعض اوقات بڑی لڑائی اور جھگڑے کی وجہ بنتی ہیں۔ یہ تمام ناپسندیدہ اعمال ہیں۔ اس لیے ہمیں اِن تمام برے کاموں سے دور رہنا چاہیے۔

ہر مذہب اپنے پیروکاروں کو پڑوسیوں سے حسنِ سلوک سے پیش آنے اور حسنِ اخلاق سے رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پڑوسیوں سے خوش دلی سے پیش آیا جائے اور اُنھیں اپنی خوشیوں میں شامل کیا جائے۔ ضرورت کے وقت اُن کی مدد کی جائے اور مشکل کے وقت اُن کا ساتھ دیا جائے۔

"ہم میں سے ہر شخص اپنے پڑوسیوں کو اُس کی بہتری کے واسطے خوش کرے تاکہ اُس کی ترقی ہو۔" (رُومیوں۔15:2)

"اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی پیاری جان اور اپنی ساری طاقت اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔" (لوقا۔10:47)

اچھے پڑوسی مالکِ حقیقی کی نعمت سے کم نہیں۔ البتہ اُن کا احترام اور خیال رکھنا ہم سب کا اخلاقی اور معاشرتی فریضہ ہے۔

- قوانین کی پابندی کی بدولت ہم آنے والی پریشانیوں اور مسائل سے بچ سکتے ہیں۔
- اس کائنات کی ہر ایک چیز اپنے بنانے والے کے حکم کے تابع ہے۔

- زندگی مالکِ حقیقی کا عظیم تحفہ ہے اُسے بڑی احتیاط اور خوشی سے گزارنا چاہیے۔
- گھر والوں کو قوانین اور ضوابط کی عملی تربیت بچپن ہی سے دی جاتی ہے۔
- بچوں کی سیرت اور کردار کی تشکیل میں والدین اور اساتذہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
- معاشرہ اُن لوگوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو قوانین کی پابندی کرتے ہیں اور اُس کی بدولت وہ گھر، محلے، دوستوں اور اسکول یا کالج میں شہرت حاصل کرتے ہیں۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) آپ کے خیال میں ٹریفک کے قوانین کی پابندی نہ کرنے والوں کو کس طرح آگاہی دی جاسکتی ہے؟ کوئی چار نکات یا مثالیں تحریر کریں۔

(۲) گھر کا قانون توڑنے کی صورت میں کیا مسائل پیش آسکتے ہیں؟

(۳) پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کرنے کے لیے کن اہم باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

(۴) اسکولوں میں یونیفارم کن پہلوؤں کی نشاندہی کرتا ہے؟

ب۔ درجِ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

(۱) قوانین کی پابندی کے موضوع پر مظاہرِ قدرت ہماری کس طرح رہنمائی کرتے ہیں؟ کم از کم پانچ مثالوں کی مدد سے وضاحت کریں۔

(۲) اپنے آپ کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے، ذیل میں دی گئی فہرست کے متعلق وضاحت کریں کہ آپ

قوانین کی پابندی کس طرح کرتے ہیں؟

۱- گھر میں قانون اور نظم و ضبط کی پابندی۔

۲- اسکول میں قانون اور نظم و ضبط کی پابندی۔

۳- کھیل کے دوران گراؤنڈ میں قانون اور نظم و ضبط کی پابندی۔

ج۔ ان قوانین کی پابندی کے موضوع سے متعلق دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(۱) ____

(۲) ____

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ چارٹ پر گھڑی کی تصویر بنا کر پورے دن میں ہونے والی سرگرمیوں کو گھنٹوں کے حساب سے تحریر کریں اور اِس بات کا جائزہ لیں کہ انھوں نے کن کن سرگرمیوں پر زیادہ وقت صرف کیا اور کیوں؟
- طلبہ کو اِس بات کے لیے آمادہ کریں کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ مل کر اپنے متعلقہ علاقے میں موجود ٹریفک سگنل کا مشاہدہ کریں اور اِس بات کا جائزہ لیں کہ گاڑیاں یا لوگ ٹریفک کے قوانین کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں۔ اپنے تاثرات کو ایک مختصر رپورٹ کی صورت میں پیش کریں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تابع	فرمانبردار	تربیت گاہ	پرورش اور تعلیم و تہذیب کی جگہ
ہمکنار ہونا	پایۂ تکمیل تک پہنچنا	ماحولیاتی	ماحول سے تعلق رکھنے والی چیزیں
گامزن	چلنے والا، تیز رفتار	امکانات	موجود ہونے کے اسباب
مدار	گردش کی جگہ	کارگردگی	کام کرنے کا طریقہ
پناہ گاہ	پناہ کی جگہ	انتظامیہ	انتظام چلانے والی
مساوی	برابری کے ساتھ	تقویت	طاقت دینا
انفرادی	شخصی، ذاتی	حتی الامکان	ممکنہ حد تک
اجتماعی	مل کر	خلل	رَخنہ۔ رکاوٹ
رُوشناس	واقف	فعل	کام
مُنظم	انتظام سے، سلیقہ سے	فریضہ	واجب اور لازم کام
تکثیریت	گونا گونی		

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بلا جھجک	بغیر ہچکچاہٹ کے، بے خوف ہو کر	واجبات	بقایا جات، ذمہ داریاں
بعد ازاں	اس کے بعد	دستاویز	ہدایت نامہ، کاغذی ثبوت
مدعو	دعوت دی، بلایا	رسائی	پہنچ
وضع	بناوٹ، شکل	آلات	آلہ کی جمع، اوزار

باب ششم

آداب

تعارف

معاشرے میں لوگوں کی پہچان اُن کے آداب یعنی طور طریقوں اور کردار کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اچھے آداب کو اپنانے والے لوگ نہ صرف اچھی شخصیت کے مالک ہوتے ہیں بلکہ اِرد گرد کے تمام لوگ بھی اُنھیں بہت پسند کرتے ہیں اور اُن کی عزت وتوقیر کرتے ہیں۔

اچھے آداب سیکھنے کی ابتدا ہمیشہ گھر سے ہوتی ہے۔ گھر ہماری ابتدائی تربیت گاہ (First School) ہے۔ یہاں پر ہمیں اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور بات چیت کے طور طریقے نہ صرف سکھائے جاتے ہیں بلکہ اُنھیں عملی طور پر سر انجام دینے کا موقعہ بھی ملتا ہے۔ اچھے آداب واطوار ایک خوشبو کی طرح ہوتے ہیں جس کی مہک بہت دُور تک پھیلتی ہے اور اِرد گرد کے ماحول کو معطر کر دیتی ہے۔ لہٰذا یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں بچپن ہی سے والدین اور اساتذہ کی رہنمائی میں اچھے آداب واطوار سیکھیں اور ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں۔ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی --- یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

۱- کھانے پینے کے آداب

(الف) ضرورت مند لوگوں کو کھانے پینے کی اشیا میں شریک کرنا

ہر مذہب اپنے ماننے والوں کو دوسروں کے ساتھ نیکی کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ حسنِ اخلاق میں سے ایک اُصول غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا ہے۔ مالک حقیقی نے ہم تمام کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔ گویا اُن بے شمار نعمتوں میں سے کچھ نعمتوں کو دوسروں میں بانٹنے سے انسان مالکِ حقیقی کے اور قریب پہنچ سکتا ہے۔

جن لوگوں کو مالکِ حقیقی نے مال میں کثرت اور رزق میں فراوانی عطا کی ہے اُنھیں چاہیے کہ اپنی ضرورت کے علاوہ چیزوں کو دوسروں کی مدد کے لیے صرف کریں تاکہ مالکِ حقیقی کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ ﷺ کے گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ کون ہے جو میرے مہمان کو کھانا کھلائے۔ ایک صحابی نے مہمان کو کھانا کھلانے کی ذمے داری لی۔ وہ اپنے گھر گئے اور زوجہ سے پوچھا کہ گھر میں کھانے کے لیے کچھ ہے؟ زوجہ نے کہا کہ تھوڑی سی روٹی ہے۔ صحابیؓ نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں، انھیں کھانا کھلانا ہے، اس لیے ہم جیسے ہی کھانا کھانے بیٹھیں تو تم چراغ بجھا دینا۔ لہذا جب صحابی اور مہمان کھانا کھانے بیٹھ گئے تو اُن کی زوجہ نے چراغ بُجھا دیا۔ مہمان کھانا کھاتے رہے اور صحابی منہ سے کھانا کھانے کی سی صرف آواز نکالتے رہے۔ مہمان یہ سمجھے کہ صحابی بھی ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے کھانا ختم کر لیا۔ پروردگار کو صحابی کی یہ مہمان نوازی بے حد پسند آئی۔

ہمیں بھی چاہیے کہ دوسروں کی ضرورت کے وقت ہمیں اپنی ذات اور اپنی ضرورتوں کو بالائے طاق رکھ کر اُن کی مدد کرنی چاہیے۔ بقول شاعر:

یہی ہے عبادت، یہی دین و ایماں ۔۔۔ کہ دنیا میں کام آئے انساں کے انساں

(ب) کھانے کے دوران بات چیت سے گریز

کھانے کے آداب میں سے ایک ضروری بات یہ ہے کہ دسترخوان پر کھانے کو آرام سے چبا کر صحیح طریقے سے کھایا جائے اور اِدھر اُدھر کی باتوں سے گریز کیا جائے۔ بعض دفعہ کھانا کھانے کے دوران بہت سے لوگ باتوں میں الجھ کر بحث ومباحثے میں پڑ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے وقت کا زیاں ہوتا ہے اور خاص طور پر پکوان کے مزے کا لطف بھی نہیں اٹھا پاتے۔ جس پکوان کے لیے انسان دن رات محنت کرتا ہے اگر وہی پکوان کھاتے وقت اُس کا دھیان دنیاوی باتوں اور انسانی جھگڑوں کی طرف مبذول ہو جائے تو کھانا بے مزہ لگنے لگتا ہے۔

اسی طرح جلدی جلدی کھانے اور باتوں کے دوران نوالے کو صحیح طریقے سے چبایا نہیں جاتا،اس طرح نوالہ یا توغذا کی نالی میں یا سانس کی نالی میں یا پھر معدے میں جا کر خرابی پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے کوئی پریشانی ہو سکتی ہے۔ گویا ضروری ہے کہ ہم کھانا کھاتے وقت بات چیت سے پرہیز کریں۔ کھانے کے بعد اِن تمام نکات پر بحث ومباحثہ کیا جاسکتا ہے جن پر کھانے کے دوران گفتگو کی جاری تھی۔ بس جو پکوان ہمارے سامنے موجود ہے اُسے مالکِ حقیقی کی نعمت جان کر اطمینان سے چَبا چَبا کر کھانے سے لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔

(ج) ہاتھ دھونے کے آداب

ہمارے اسکول میں ''ہفتہء صحت'' کے سلسلے کا آج پہلا دن منایا گیا۔ جس میں اسکول کے تمام بچوں اور اساتذہ کے علاوہ دیگر عملے کو صحت وصفائی سے متعلق آگاہی فراہم کی گئی۔ مختلف کلینک کے ڈاکٹروں اور نرسوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا تاکہ وہ بچوں کو اچھی صحت کے اصولوں سے متعلق آگاہی دے سکیں۔

آج کے دن کا عنوان" ہاتھ دھونے کے آداب" سے متعلق تھا جس میں تمام طلبہ کو اس موضوع سے متعلق آگاہی کے ساتھ ساتھ پریکٹس (عملی مشق) بھی کروائی گئی تاکہ اچھے آداب اپنائیں اور بیماریوں سے دور رہ سکیں۔

ڈاکٹر احمر نے چھٹی جماعت میں داخل ہوتے ہی تمام طلبہ سے بلند آواز میں ایک سوال پوچھا: "آپ کے خیال میں ہاتھوں کی صفائی کیوں ضروری ہے؟" مزید سوال کرتے ہوئے کہا:" اگر ہاتھ صاف نہ ہوں تو اس کے کیا نقصانات ہو سکتے ہیں؟" تمام طلبہ نے اپنے اپنے تجربات کے مطابق جواب دیے۔ جنھیں ڈاکٹر احمر نے غور سے سُن کر شاباشی دی۔ پھر تفصیل سے ہر بات دہرائی تاکہ اُسے بچے ذہن نشین کرلیں۔

ڈاکٹر احمر نے کہا کہ اپنے دن بھر کے معمولات میں ہم مختلف لوگوں سے ملتے ہیں، اُن سے ہاتھ ملاتے ہیں، چیزوں کو اٹھاتے اور رکھتے ہیں۔ کھیل کود میں حصہ لیتے ہیں۔ گویا دن بھر گرد و غبار سے ہمارا چہرہ، ہاتھ پاؤں وغیرہ آلودہ ہو جاتے ہیں اور ان پر جراثیم لگ جاتے ہیں۔ لہذا جس قدر ممکن ہو ہمیں اپنے منہ اور ہاتھ پیروں کی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید کہا کہ "Clean hands lead to safe life" یعنی ہاتھوں کی صفائی محفوظ زندگی کی ضمانت ہے۔

جماعت میں سے ایک بچے نے پوچھا: "ڈاکٹر صاحب! ہمیں پورے دن میں کتنی بار ہاتھ دھونے چاہییں؟" ڈاکٹر صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:"جب آپ کو محسوس ہو کہ آپ کے ہاتھ صاف نہیں ہیں تو آپ اُنھیں دھولیں۔ ویسے دن میں کم از کم چار پانچ بار ہاتھ دھونا لازمی ہیں۔ خاص طور پر کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح دھوئیں۔ اس کے علاوہ رفع حاجت (Toilet) سے فارغ ہونے کے بعد بھی ہاتھوں کو اچھی طرح دھونا لازمی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے مزید کہا کہ آپ میں سے وہ بچے جن کے گھر پالتو جانور اور پرندے ہیں وہ جب ان سے کھیلنے سے فارغ ہو جائیں تو اپنے ہاتھوں کو ضرور دھوئیں۔ اپنے ساتھ ساتھ ان پالتو جانوروں اور پرندوں کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھیں۔

ڈاکٹر صاحب نے مزید بتایا کہ اگر کبھی کوئی زخم لگ جائے یا زخم پر دوائی لگائی جائے تو اُس کے بعد بھی ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیں۔ ناخن کاٹنے (تراشوانے) کے بعد بھی ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیں تاکہ جراثیم ناخن کے اندر نہ رہ جائیں۔

ڈاکٹر صاحب نے آخر میں سوال پوچھتے ہوئے کہا کہ ہاتھ کو کیسے دھونا چاہیے۔ پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے کہا کہ

ہاتھوں کو صابن لگا کر تقریباً 10 یا 20 سیکنڈ تک اچھی طرح مسلیں پھر صاف پانی سے اچھی طرح دھولیں۔ اگر ممکن ہو تو نیم گرم پانی استعمال کریں تاکہ ہاتھوں میں جراثیم رہنے کا خطرہ نہ رہے۔ پھر صاف تولیے سے ہاتھوں کو خشک کرلیں۔

ان تمام ہدایات کے بعد ڈاکٹر احمر اور اُن کے عملے نے بچوں میں صابن کی ایک چھوٹی ٹکیا تقسیم کی اور ساتھ ہی ایک پرچی دیتے ہوئے کہا کہ آج جن اہم معاملات پر ہم نے بات چیت کی ہے ان میں سے چند ایک اس پرچی پر لکھیں تاکہ آپ اپنے والدین سے اُن پر تبادلہ ءخیال کر سکیں۔

آخر میں ڈاکٹر احمر اور اُن کا عملہ ''شکریہ'' کہتے ہوئے جماعت سے باہر چلا گیا۔

(د) کھانے اور چبانے کے آداب

آج اتوار کا دن تھا۔ ہم سب بہت خوش تھے۔ کیوں کہ ابا جان اور امی جان نے خاندان والوں کی دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ صبح ہی صبح میں اور میری بہن ٹینا، امی جان اور ابو جان کے ساتھ گھر کے کاموں میں مدد کررہے تھے ورنہ اتنا سارا کام وہ دونوں کیسے کر پاتے۔ امی جان کے ساتھ میں اور ٹینا کھانا تیار کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ ابو جان نے آواز دی: ''مارٹن! ذرا کھانے کی میز کو ٹھیک کردو اور غیر ضروری سامان کو وہاں سے ہٹادو۔'' جی، ابا جان! میں نے جواب دیا اور کام ختم کر کے پھر ابا جان کے پاس پہنچ گیا کہ شاید انھیں میری ضرورت ہو۔

دن کے ساڑھے گیارہ بجے تک ہم سب لوگ کام سے فارغ ہو چکے تھے۔ پھر ہم سب کپڑے بدل کر تیار ہوگئے کہ مہمانوں کے آنے کا وقت ہو چکا تھا۔ اتنے میں ابا جان نے ایک خوب صورت کارڈ جس میں کچھ ہدایات درج تھیں، مجھے دیتے ہوئے کہا: '' مارٹن! تم اور ٹینا مل کر اُسے پڑھ لو۔ ہم چاہتے ہیں کہ آج کی اس دعوت میں آپ دونوں مہمانوں سے اچھے طریقے سے پیش آئیں اور اپنے ہم عمر بھائی اور بہنوں کو بھی ان ہدایات پر عمل کرنے کا مشورہ دیں۔''

میں اور ٹینا حیرانی سے ابا جان اور امی جان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ آج سے پہلے انھوں نے کبھی کوئی بھی کسی کارڈ پر ہدایت لکھ کر نہیں دی تھیں، بلکہ تمام ہدایات سمجھائیں تھیں۔ بہر حال، ابا جان اور امی جان کی موجودگی میں ہم دونوں بہن بھائی نے مل کر پڑھنا شروع کیا۔

پہلی عبارت میں لکھا تھا کہ کھانا کھانے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیں اور پھر گیلے ہاتھوں کو تولیے سے خشک کرلیں۔ کھانے کی میز پر بیٹھنے کے بعد اپنی پلیٹوں کو سیدھا کرلیں۔ آپ گھر والوں کے ساتھ کھانا شروع کریں اور موبائل فون کو بند کردیں۔

''مارٹن اور ٹینا! امید ہے کہ آپ کو ان ہدایات سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی ہوگی۔'' اباجان نے کہا:

''نہیں، اباجان! یہ تمام باتیں توآپ ہمیں پہلے بھی بتاچکے ہیں۔'' ٹینا نے جواب دیا۔

''مارٹن! اب تم آگے پڑھو۔'' اباجان نے کہا۔ (مارٹن نے پڑھنا شروع کیا)

کھانے کے دوران چند آداب کا خیال رکھنا لازمی ہے جن میں سے اہم یہ ہیں:

- پلیٹ میں حسبِ ضرورت کھانا نکالیں، بلاضرورت پلیٹ بھرنے سے گریز کریں۔
- پلیٹ میں کھانا لیتے وقت خاص خیال رکھیں کہ روغن یا کوئی اور چیز میز پر نہ گرے اور نہ ہی آپ کے کپڑوں پر۔ یعنی کھانا نکالتے وقت احتیاط برتیں۔ ڈونگے سے سالن نکالتے وقت بڑا چمچہ استعمال کریں۔
- کھانا کھانے سے پہلے اپنے مالکِ حقیقی کا شکرادا کریں اور پھر کھانا شروع کریں۔
- نوالے کو اچھی طرح چبائیں اور چبانے کے دوران ''چپ چپ'' کی آواز نہ نکالیں۔
- کھانا آہستہ آہستہ اور شائستگی سے کھائیں۔
- کھانے کے دوران بات چیت اور بلاجواز ہنسنے سے گریز کریں ورنہ لقمہ حلق میں پھنسنے کا اندیشہ رہتا ہے۔
- کھانے سے پہلے یا دوران پانی تھوڑی مقدار میں پئیں۔
- کھانے کی میز پر کوئی چیز آپ سے دور رکھی ہوئی ہو تو اپنے آس پاس بیٹھے ہوئے بڑوں کی مدد حاصل کریں۔
- کھانا ختم کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ نے اپنی پلیٹ میں کچھ کھانا تو نہیں چھوڑدیا۔

''اباجان! ہمیں ان تمام باتوں کا علم ہے کیونکہ ہم روزانہ انھی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کھانا کھاتے ہیں۔'' مارٹن نے کہا۔

''بے شک! ہم اس بات سے واقف ہیں۔ لیکن آج گھر میں چونکہ دعوت ہے اور تمھارے چچا زاد،

پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہن بھائی آئیں گے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ تمام بچے اچھے آداب کا مظاہرہ کریں اور اگر آپ کو محسوس ہو تو آپ اپنے بہن بھائیوں کی مدد کریں۔'' اباجان نے کہا۔

دوسری طرف امی جان اور ٹینا نے مُسکرا کر مارٹن اور اباجان کی طرف دیکھا۔ اتنے میں گھر کی گھنٹی بجی، مہمان گھر میں داخل ہو گئے اور سب گھر والے خوشی سے جھوم اُٹھے۔

(ہ) کھانے کا زیاں، ناشکری کی علامت

مالکِ حقیقی نے انسانوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اُن نعمتوں میں سے ایک رزق بھی ہے، جسے لوگ خوراک کی صورت میں کھاتے ہیں۔ اسی خوراک کی وجہ سے انسان تندرست اور چاق و چوبند رہتا ہے۔ صحت مند رہنے کی وجہ سے وہ دنیاوی اور مذہبی تمام کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔

بحیثیت انسان ہم سب مالکِ حقیقی کی دی ہوئی تمام نعمتوں کا شکر بجالاتے ہیں تو پھر کیوں کھانے پینے کی اشیا کو ضایع کرتے ہیں۔ عموماً جب ہمارے گھروں میں خوراک کی فراوانی ہوتی ہے اور اگر اُسے ہم ضایع کر دیتے ہیں تو گویا ہم اُس نعمت کی ناشکری کر رہے ہیں۔

یہ بات عام مشاہدے میں آئی ہے کہ اکثر اوقات شادی بیاہ اور دیگر تقریبات وغیرہ میں ہم بہت سا کھانا ضایع کر دیتے ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنی عادات اور اعمال کا از سرِ نو جائزہ لیں تاکہ ہم ان قیمتی نعمتوں کو ضایع کرنے سے گریز کریں۔

مالکِ حقیقی نے اس خوبصورت کائنات میں موجود ہر چیز کو انسان کے استعمال کے لیے بنایا ہے تاکہ وہ مالکِ حقیقی کو پہچان سکے اور اپنے مقصد کی آگاہی حاصل کر سکے، مگر مالکِ حقیقی کی نعمتوں کو ضایع کرنا، ناشکری اور احسان فراموشی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا اپنے گھروں میں ہمیں اِس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ ہم اشیا کو ضرورت کے مطابق استعمال کریں اور وہ مال یا خوراک جو کثرت سے ہو تو اُس میں دوسروں کو شریک کریں۔

انسان کے افضل ہونے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ ساتھ دوسرے انسانوں کے بارے میں، اُن کی ضرورتوں کے بارے میں سوچے اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں کی مدد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ ویسے تو خیال داری کے موضوع پر بے انتہا مثالیں موجود ہیں مگر یہ مثال سعودی عرب کے ایک علاقے سے متعلق ہے۔ جہاں ایک خاندان نے اپنے گھر کے آگے ایک ریفریجریٹر (Refrigerator) نصب کر دیا۔ تاکہ اس علاقے اور آس پاس کے گھروں میں جن کے پاس بھی کھانے پینے کی چیزوں میں فراوانی ہو یا جو کھانا انھوں نے پکایا تھا وہ اُن کی ضرورت سے زیادہ تھا تو وہ اُسے گھر کے باہر ریفریجریٹر میں رکھ دیتے۔ تاکہ ضرورت مند یا وہ فقرا جن کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں وہ اِس سہولت سے فائدہ اٹھاسکیں۔ یقیناً یہ قابلِ قدر عمل ہے۔ اس امر میں اہم بات یہ بھی ہے کہ کھانے پینے کی اشیا کے لیے لوگ ہاتھ نہ پھیلائیں اور وہ جو صاحبِ حیثیت ہیں جنھیں مالکِ حقیقی نے بہت کچھ دیا ہے وہ ضرورت مندوں کی مدد کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں۔ یہ عادات نہ صرف گھر کے بڑے بلکہ بچے بھی اپنے بچپن ہی سے اپنائیں تاکہ وہ ہمیشہ دوسروں کے متعلق فکر مند رہیں اور اپنے فرائض ادا کریں۔ دراصل یہ تمام فرائض ہم تمام انسانوں پر روزِاول سے عائد کر دیے گئے ہیں تاکہ ہم اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کی ضرورتوں کو محسوس کریں اور اُن کی خبر گیری کریں۔ بقول شاعر:

کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ
مبتلائے درد کوئی عُضو ہو ، روتی ہے آنکھ

- معاشرے میں لوگوں کی پہچان اُن کے آداب یعنی طور طریقوں اور کردار سے ہوتی ہے۔
- گھر ہماری ابتدائی تربیت گاہ ہے۔ جہاں اچھے آداب کی پرورش ہوتی ہے۔
- جن لوگوں کو مالکِ حقیقی نے مال میں کثرت اور رزق میں فراوانی عطا کی ہے انھیں چاہیے کہ وہ اس میں ضرورت مندوں کو شریک کریں۔
- کھانے کو آرام سے چبا کر اور صحیح طریقے سے کھانا چاہیے۔
- مالکِ حقیقی کی دی ہوئی بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے۔
- حفظانِ صحت کے اُصولوں پر عمل کرتے ہوئے صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) مالکِ حقیقی کا شکر ادا کرنے کے کون کون سے طریقے ہیں؟

(۲) گھروں میں بچا ہوا کھانا ہم کس طرح سے ضایع ہونے سے بچا سکتے ہیں؟

(۳) ہمارے لیے متوازن غذا کیوں ضروری ہے؟

(۴) کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا کیوں ضروری ہے؟

(۵) حفظانِ صحت سے متعلق کوئی تین تدابیر تحریر کریں۔

(۶) کھانا چبا کر کھانا کیوں ضروری ہے؟

ب- دیے گئے سوال کا تفصیلی جواب تحریر کریں۔

(ا) کھانے کے آداب پر ایک نوٹ لکھیں۔

ج- والدین کی مدد سے ایک ہفتے کا اپنا انفرادی ڈائٹ پلان (diet plan) یعنی کھانے کا پلان، چارٹ پر لکھ کر کلاس میں چسپاں کریں۔

د- اس سبق سے متعلق اپنی پسند کے کوئی سے دو نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(ا) ______________________________

(۲) ______________________________

ہدایات برائے اساتذہ

- ''آگہی'' کے عنوان پر اساتذہ طلبہ کو بچا ہوا کھانا ضایع نہ کرنے کی مہم (project) چلانے کے لیے ضروری ہدایات فراہم کریں۔ اور بچوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے والدین کے ہمراہ محلے والوں کے لیے ایک ترتیبی پروگرام کا انعقاد کریں اور بعد میں رپورٹ دیں۔
- اساتذہ اسکول میں کسی ڈاکٹر یا نرس کی مدد سے بچوں کے لیے غذائیت سے متعلق ایک معلوماتی پروگرام منعقد کریں جس میں والدین کو بھی شرکت کی دعوت دیں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حفظانِ صحت	صحت کی حفاظت	ردوبدل	تبدیل کرنا
تربیت گاہ	تعلیم و تہذیب سیکھنے کی جگہ	معطر	خوشبودار
خصلتیں	عادتیں	مشاہدے	غور سے دیکھنا
ذہن نشین	یاد رکھنا، سمجھنے کے بعد ذہن میں رکھنا	شرمندگی	شرم، ندامت
دستک	کھٹ کھٹانا	گوارا	من بھانا، قابل برداشت
مدھم	دھیمی، کم، ہلکی	زوجہ	بیوی
بالائے طاق	بُھلا دینا	زیاں	نقصان
مظاہرہ	کسی خاص امر میں اظہار تائید کے لیے جمع ہونا	لطف	مزہ
دوبالا	دُگنا(زیادہ ہو جانا)	حلق	گلا
فقرا	فقیر کی جمع - بے مال وزر	فراوانی	زیادہ ہونا
عائد	ذمے پڑنا	قابلِ قدر	عزت کے لائق
منقطع	ٹوٹنا، کٹنا	خبرگیری	دیکھ بھال کرنا
		آلودگی	گندگی، ناپاکی
		افضل	زیادہ فضیلت والا

باب ہفتم

شخصیّات

۱۔ حضرت مُقَدَّسہ مریم

۱۔ تعارف

حضرت مُقدّسہ مریم کو مسیحیت اوراسلام میں یکساں مقام حاصل ہے۔ دونوں مذاہب کے پیروکار آپ کو انتہائی عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ حضرت مُقدّسہ مریم کا ذکر عہد نامہءِجدید اور قرآنِ مجید میں بارہا آیاہے۔ قرآنِ مجید میں تو آپ کے نام سے سورۂ مریم بھی موجود ہے۔

۲۔حضرت مُقَدَّسہ مریم کی قدرومنزلت

حضرت مُقدّسہ مریم کی والدہ کا نام مُقدّسہ حنّہ بنت فاقوذا اور والد کا نام یویاقیم یا عمران تھا۔ وہ دونوں عمررسیدہ اور بے اولاد تھے۔ وہ مالکِ حقیقی سے اولاد کے لیے مسلسل دُعا کیا کرتے تھے۔ مالکِ حقیقی نے اُنھیں بُڑھاپے میں ایک بیٹی عطا کی۔ جس کا نام اُنھوں نے 'مریم' رکھا۔ مُقدّسہ مریم اپنے والدین کے ساتھ 'جلیل' نامی علاقے کے ایک شہر 'ناصرت' میں رہتی تھیں۔ ایک دِن ایک فرشتہ مالکِ حقیقی کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا۔ انجیل میں مرقوم ہے:

> ''اور فرشتے نے اُن کے پاس اندر آکر کہا: ''سلام اَے پُرفضل! مالکِ حقیقی تیرے ساتھ ہے۔ تُو عورتوں میں مُبارک ہے۔'' (لُوقا۔باب1: 28)

یہ حوالہ مُقدّسہ مریم کے تقدّس، عزّت ومرتبے اور عِفت وپاکیزگی کی بھرپور گواہی دیتا ہے۔ اس فرشتے نے

مُقدّسہ مریم کو پیغام دیا:

"آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا اور آپ اُس کا نام یسوع رکھیں۔"

قرآن مجید میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ فرشتہ حضرت مُقدّسہ مریم کے پاس آیا اور انھیں بشارت دی:

"(اے) مریم! خدا نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے اور جہان کی عورتوں میں منتخب کیا ہے۔"
(سورہ آلِ عمران: آیت 42)

حضرت مُقدّسہ مریم کا کردار

حضرت مقدّسہ مریم نہایت ہی پاکیزہ خاتون تھیں۔ حضرت یسوع مسیح کی والدہ ہونے کی حیثیت سے وہ تمام برائیوں سے دور تھیں جیسا کہ خود حضرت یسوع مسیح ہر قسم کی بُرائی سے پاک تھے۔ اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مالکِ حقیقی نے آپ کو حضرت یسوع مسیح کی پیدائش کے لیے تمام عورتوں میں خاص فضیلت بخشی اور آپ کی صاف گوئی، پاک دامنی، نرم دلی اور مالکِ حقیقی سے بھرپور پیار کی بدولت اس اہم کام کے لیے چن لیا۔

آپ نے اپنی زندگی میں بے شمار خوشیاں دیکھیں۔ جن میں سب سے اہم خوشی حضرت یسوع مسیح کی معجزانہ ولادت تھی۔ مالکِ حقیقی کے حکم سے آپ نے حضرت یسوع مسیح کی پرورش عمدہ طریقے سے کی اور ہر وقت ان کی مدد اور رہنمائی کرتی رہیں، حالانکہ خود اُن کا تعلق متوسط گھرانے سے تھا اور آپ کے پاس مال و دولت اور عیش و عشرت کا سامان بھی نہ تھا پھر بھی اپنے بے پناہ پیار محبت اور مالکِ حقیقی کی قُربت اور سپردگی کے احساس اور ایمان کی دولت سے حضرت یسوع مسیح کی پرورش کی۔ آپ کا دل ہمہ وقت مالکِ حقیقی کی محبت سے سرشار رہتا تھا اور وہ ہر ایک کی مدد کے لیے تیار رہتی تھیں۔

لیکن آپ کو بہت سے دکھوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی زندگی میں چند ایسے واقعات ہوئے جو آپ کی زندگی میں دکھ اور تکلیف کا باعث تھے۔ جن میں بزرگ شمعون کی پیش گوئی، مصر کی طرف ہجرت، حضرت یسوع مسیح کا کھو جانا، صلیب کے تلے اذیت ناک وقت گزارنا، ان تمام تکالیف کے باوجود آپ جانتی تھیں کہ دکھ اٹھانے کے بعد ہی ابدی خوشی کا حصول ممکن ہے۔

حضرت مُقدّسہ مریم تقدس، عزت، عفّت اور پاکیزگی کی علامت ہیں۔ وہ ''کنواری مُقدّسہ مریم'' کے نام سے بھی پہچانی جاتی ہیں۔ مسیحیت کے ابتدائی دنوں میں اُنھیں ''ملکہ ماں'' بھی کہا گیا اور ''نئی حوا'' کے نام سے بھی یاد کیا گیا اور کہا گیا کہ وہ یسوع کے ذریعے انسانیت کی نجات اور مالکِ حقیقی کی بندگی کے ذریعے اپنی نجات کا بندوبست کر رہی تھیں۔ یقیناً رہتی دنیا تک اُنھیں عزت واحترام سے یاد کیا جاتا رہے گا۔

- حضرت مُقدّسہ مریم اُن برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک ہیں جنھیں مالکِ حقیقی نے اپنے کام کے لیے چُن لیا تھا۔
- حضرت مُقدّسہ مریم کو مسیحی دنیا اور اسلامی دنیا، دونوں میں یکساں احترام حاصل ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) قرآنِ مجید میں آپ سے منسوب سورۃ کا نام بتائیں۔

(۲) فرشتے نے حضرت مُقدّسہ مریم کو مالکِ حقیقی کی طرف سے کس بات کی بشارت دی؟

(۳) حضرت مُقدّسہ مریم کے بارے میں نوٹ لکھیں۔

ب۔ اس سبق سے متعلق اپنی پسند کے کوئی سے دو نکات تحریر کریں، جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(۱) ____

(۲) ____

ہدایات برائے اساتذہ

- طلبہ کی رہنمائی کریں کہ وہ مختلف مذہبی کتابوں کی روشنی میں حضرت مُقدّسہ مریم کے بارے میں اہم معلومات جمع کریں اور اُسے کتابچے کی صورت میں تیار کر کے نمائش کے لیے پیش کریں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بشارت	خوشخبری	تعجب	حیرانی
اذیت	شدید پریشانی، شدید تکلیف	عفت	پاک دامنی
ابدی	ہمیشہ باقی رہنے والی	تقدس	پاکیزگی
برگزیدہ	بزرگ قرار دی ہوئی، چنی ہوئی،	ریاضت	محنت ومشقت

۲- بادشاہ اشوکا

۱- تعارف
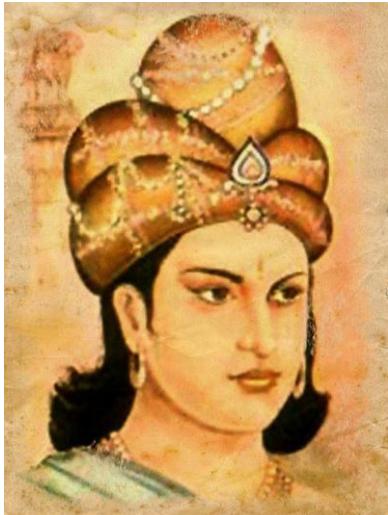
اشوکا موریا خاندان کے تیسرے بادشاہ تھے۔ وہ 304 ق م (قبل مسیح) میں پیدا ہوئے اور 268 ق م میں تخت نشین ہوئے۔ انھوں نے چھتیس برس تک حکومت کی۔ اگرچہ اُنھیں ورثے میں ایک وسیع سلطنت ملی تھی مگر انھوں نے سلطنت کی حدیں مزید بڑھا کر شمال میں کشمیر سے لے کر جنوب میں کرناٹک تک اور مشرق میں گنگا کے ڈیلٹے سے لے کر شمال مغرب میں افغانستان تک پھیلادیں۔ اس طرح وہ اپنے دور میں دنیا کے ایک بڑے حکمران تھے۔

۲- اشوکا بحیثیت بادشاہ

اپنے والد کے عہدِ حکمرانی میں وہ صوبہ اُجین کے گورنر تھے۔ والد کی وفات کے بعد تخت حاصل کرنے کے لیے انھیں اپنے بھائیوں سے جنگ لڑنا پڑی۔ گویا اُس جنگ میں اپنے ننانوے (99) بھائیوں کو شکست دینے کے بعد وہ بادشاہ بن گئے۔ ان کی ابتدائی زندگی اور بادشاہت کے ابتدائی سات سالوں کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ملتیں سوائے اس کے کہ انھوں نے بہت سی شادیاں کیں، شکار کھیلے، تفریحی دورے کیے اور کئی علاقے فتح کیے۔

حکمرانی کے آٹھویں سال کلنگا (موجودہ اڑیسہ) کی جنگ اُن کی زندگی کا اہم موڑ ثابت ہوئی۔ اُس جنگ میں کافی قتل وغارت ہوئی اور تقریباً ایک لاکھ افراد مارے گئے اور کوئی ڈیڑھ لاکھ قیدی بنا لیے گئے۔ بادشاہ اشوکا نے جنگ تو جیت لی مگر اِس تباہی کا ان کے دل پر گہرا اثر ہوا اور آئندہ کے لیے انھوں نے جنگ وجدل سے توبہ کرلی اور بودھ مذہب کی طرف مائل ہوگئے جس کی بدولت اُن کی زندگی کا رخ بدل گیا۔

بودھ مذہب قبول کرنے کے بعد انھوں نے سلطنت میں جانوروں کو ذبح کرنے اور شکار کھیلنے پر پابندی عائد کر دی۔ مچھیروں کو مچھلیوں کے شکار سے منع کر دیا۔ انھوں نے باقی زندگی بودھ مت کی اشاعت کے لیے وقف کر دی۔ بھکشوؤں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دیں۔ یہاں تک کہ اپنے بیٹے مُہند اور بیٹی سنگھ مترا کو بودھ مذہب کی تبلیغ کے لیے بھکشو بنا کر تبلیغی مشن پر سری لنکا بھیج دیا۔ رواداری اور مذہبی و اخلاقی قدروں کی طرف زیادہ توجہ دینے کی وجہ سے امورِ سلطنت کافی متاثر ہوئے اور بھکشوؤں کا شاہی دربار میں رسوخ بھی بڑھ گیا۔

۳۔ بادشاہ اشوکا کی بودھ مذہب کے لیے نمایاں خدمات

بادشاہ اشوکا نے بودھ مذہب کو وسعت دینے کی کوشش کی اور بودھ مذہب کے مقدس مقامات پر عمارتیں بنوائیں، کتبے نصب کیے، جن پر بودھ مذہب کے اصول کندہ تھے۔ انھوں نے رفاہِ عامہ کے بھی بہت سے کام سرانجام دیے اور سلطنت میں بہت سی اصلاحات کیں۔

انھوں نے سڑکوں پر سائے دار اور پھول والے درخت لگوائے، کنویں کھدوائے اور مسافروں کے قیام کے لیے سرائیں بنوائیں۔ عدل و انصاف کا بھی انتظام کیا۔ انھوں نے غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی دیکھ بھال کے انتظامات بھی کیے۔ انھیں نئی بستیاں بسانے کا بھی شوق تھا۔ اس لیے انھوں نے چوراسی (84) ہزار عمارتیں تعمیر کروائیں۔

بادشاہ اشوکا نے عوامی مسائل حل کرنے کے لیے خصوصی نمائندے مقرر کیے اور انھیں عدالتی اختیارات دیے۔ اُن کا ایک بڑا کارنامہ پتھروں پر احکام تحریر کروانا تھا۔ انھوں نے چودہ احکام پتھر کی بڑی بڑی لاٹوں پر کندہ کروائے، جن میں کچھ احکام اور کچھ اخلاقی تعلیمات شامل تھیں۔ مثلاً: دوسروں کو برداشت کرنا، دوسرے مذاہب کا احترام کرنا، مذہبی علما، والدین اور اساتذہ کا احترام کرنا، مالک کو مزدور کے ساتھ بہتر سلوک کی تلقین، والدین اور اولاد، شاگردوں اور اساتذہ کے درمیان بہتر تعلقات پیدا کرنا، سچائی اور میانہ روی کی تعلیم، نیکی اور رحم دِلی کی تعلیم وغیرہ۔

بودھ مذہب قبول کرنے کے بعد اشوکا نے سزائے موت منسوخ کر دی تھی، لیکن انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے اور مذہب پر عمل کرانے کے لیے اعلٰی افسران پر مشتمل ایک مجلس بنائی تھی۔ یہ مجلس براہ راست انصاف کے تقاضوں کا جائزہ لیتی تھی۔ انھوں نے شہزادوں اور وزیروں کی پُر تعیُّش زندگی پر پابندی لگادی اور خود اپنی زندگی مکمل طور پر بودھ مذہب پر عمل پیرا ہونے میں صرف کر دی۔

۴۔ بادشاہ اشوکا کے دورِ حکمرانی میں قانون کی بالادستی

موریا خاندان کی حکومت گو کہ شخصی، موروثی اور مطلق العنان تھی، مگر تمام عدالتی، انتظامی اور فوجی اختیارات کسی ایک شخص کے ہاتھ میں نہ تھے، بلکہ اشوکا نے اس کام کے لیے مشیروں کی ایک مجلس قائم کی تھی جو تمام امور میں انھیں مشورہ دیتی تھی۔ اس مجلس کے علاوہ حکام کا بھی ایک طبقہ تھا، جو حکومت کے فرائض انجام دیتا تھا۔ اس طبقے میں مشیرِ خاص، مذہبی امور کا نگران، صوبے دار، قاضی، سپہ سالار اور رہنما وغیرہ شامل تھے۔ اشوکا نے ایک نیا عہدہ قائم کیا
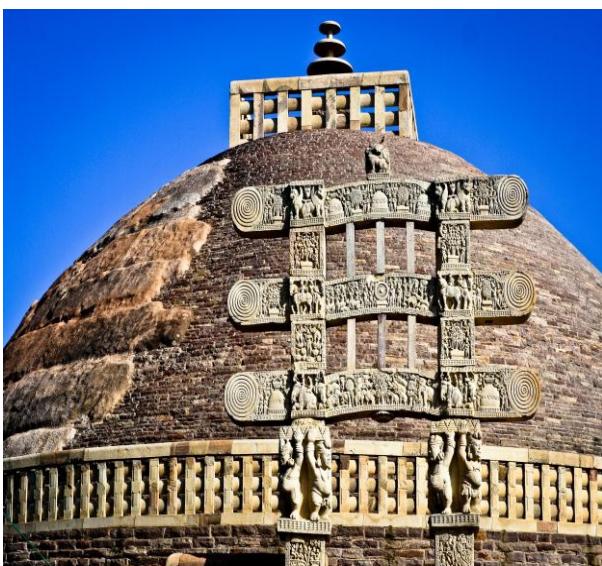
، جس کا کام مذہبی امور کو نافذ کرنا تھا۔ شہروں کے انتظام کے لیے علیٰحدہ کمیٹی بنائی گئی تھی۔ بقول یونانی سفیر میگس تھینس (Megasthenes) دارالحکومت پاٹلی پتر کے نظم و نسق کے لیے ایک مجلس تھی، جو تیس (30) اراکین پر مشتمل تھی اور وہ مزید چھ (6) ذیلی مجلسوں میں تقسیم تھی۔ ایک صنعت و حرفت کی نگرانی کرتی تھی۔ دوسری مسافروں اور غیر ملکی تاجروں کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ تیسری پیدائش اور موت کا اندراج کرتی تھی۔ چوتھی تجارت کے متعلق تھی۔ پانچویں مصنوعات

کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ چھٹی ان محصولات (ٹیکس) سے تعلق رکھتی تھی جو فروخت شدہ مال سے وصول کیے جاتے تھے۔ چھوٹے شہروں اور گاؤں میں پنچایت کا رواج عام تھا۔ اور وہاں قاضی رعایا کے مسائل سے متعلق فیصلے دیا کرتے تھے۔

بادشاہ اشوکا قانون کے مطابق اپنی سلطنت کے تمام خشک و تر کے مالک تھے۔ وہ کاشتکاروں سے زرعی پیداوار کا ایک خاص حصہ بطور لگان وصول کرتے تھے۔ لگان کے ساتھ ساتھ آبپاشی کا محصول (ٹیکس) بھی لیتے تھے۔ ان کے علاوہ مویشی، مکانات، سامانِ تجارت، آب پاشی، نمک سازی، کان کنی وغیرہ سے محصول حاصل کرنے کے لیے مختلف عُمّال مقرر کیے تھے جو کہ تمام وصول کردہ رقم سرکاری خزانے میں جمع کراتے تھے۔

عدلیہ کے تمام اعلیٰ اختیارات بادشاہ اشوکا کو حاصل تھے۔ وہی ملک کے سب سے بڑے قاضی تھے۔ گویا بادشاہ کے فیصلے پر کسی کو نظرِ ثانی کا حق نہ تھا۔ اشوکا دربارِ عام میں مقدمات کے فیصلے صادر کرتے ۔ اُن کے فیصلوں میں غلطی کی کوئی گنجائش نہیں سمجھی جاتی تھی۔ کیونکہ اشوکا کے دربار میں کافی حکام ہوتے تھے اور وہ تمام آئین اور قانون کے تحت فیصلہ کرنے میں اشوکا کی معاونت کرتے تھے۔ لیکن اشوکا خود کسی قانون اور آئین کے پابند نہ تھے۔ اُن کی عدالت کے ماتحت صوبوں اور ضلعوں کی عدالتیں بھی تھیں، جہاں ، صوبے دار ، حاکمِ شہر یا قاضی مقدمات کی سماعت کرتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ موریا بادشاہت کے دوران سنگین سزائیں مثلاً پھانسی، پانی میں ڈبو دینا اور جلانا وغیرہ برقرار تھیں، مگر بادشاہ اشوکا نے اپنے دورِ حکومت میں انتظامیہ کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ لوگوں کے ساتھ مل کر تمام اخلاقی تعلیمات اور اُن کے 14 احکام کی سختی سے پابندی کریں۔ جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ صبر و تحمّل کا مظاہرہ کریں گے، ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو وہ سنگین جرائم کے مرتکب نہ ہوں گے۔

اشوکا نے عوام کے ساتھ ساتھ اپنے خاندان کے تمام افراد بشمول تمام بیگمات، شہزادوں، شہزادیوں، وزیروں اور امرا کو قانون کی پابندی کے لیے آمادہ کیا۔

وفات

اشوکا 232 قبلِ مسیح میں فوت ہوئے۔ ان کے جانشین اتنی بڑی سلطنت کو صرف پچاس سال تک سنبھال سکے اور وہ زوال کا شکار ہو کر ختم ہو گئی۔ مگر اشوکا کا نام، ان کے کارناموں، بودھ مذہب کی خدمات اور قانون کی بالادستی کی بدولت تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

- بادشاہ اشوکا موریا خاندان کے بادشاہ تھے جنھوں نے تقریباً چھتیس سال تک حکومت کی اور اپنی سلطنت کو وسیع کیا۔
- حکمرانی کے آٹھویں سال کلنگا کی جنگ میں کافی جانی نقصان نے اُن کے دل پر گہرا اثر ڈالا اور انھوں نے جنگ وجدل سے توبہ کرلی۔
- بادشاہ اشوکا نے بودھ مذہب کو وسعت دینے کے لیے ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں۔
- بادشاہ اشوکا کے دورِ حکمرانی میں قانون کی نظر میں شاہی خاندان کے افراد سے لے کر عام آدمی تک سب برابر تھے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) بادشاہ اشوکا کو اپنے بھائیوں سے کیوں جنگ لڑنا پڑی؟

(۲) بادشاہ اشوکا نے کتنے برس تک حکومت کی اور اپنی سلطنت کو کتنا وسیع کیا؟

(۳) بادشاہ اشوکا نے بودھ مذہب کیوں اختیار کیا؟

ب۔ بادشاہ اشوکا کی بودھ مذہب کے لیے خدمات پر نوٹ لکھیں۔

ج۔ بادشاہ اشوکا کے دورِ حکمرانی میں قانون کی بالادستی سے متعلق ایک مختصر مقالہ تحریر کریں۔

د۔ اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(۱) ____

(۲) ____

ہدایات برائے اساتذہ

- کلاس کے طلبہ کو تین گروہوں میں تقسیم کرتے ہوئے مندرجہ ذیل عنوانات پر تقریری مقابلے کا انعقاد کریں:

۱- اشوکا بحیثیتِ شہزادۂ سلطنت

۲- اشوکا بحیثیتِ موریا خاندان کے بادشاہ

۳- اشوکا بحیثیتِ مصلحِ قوم

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مُصْلِح	اصلاح کرنے والا	نصب کرنا	لگانا
رواداری	برداشت	منسوخ	کسی قانون کو ختم کرنا
اصلاحات	اصلاح کی جمع، بھلائی کے کام	تخت نشین	تخت پر بیٹھنا
تعیّش	عیش و عشرت	تفریح	کھیل کود
مائل ہونا	راغب ہونا، توجہ دینا	اشاعت	شایع کرنا
تبلیغ	پیغام پہنچانا	رُسوخ	رسائی، اثر
سرائیں	مسافروں کی ٹھہرنے کی جگہیں	بھکشو	بودھ مذہب کا مُبلّغ
لگان	سرکاری محصول، بندوبست	عُمّال	عامل کی جمع، حاکم، کار گزار، تحصیل دار
مراعات	رعایت، لحاظ		
وثوق	بھروسہ، اعتماد	قیام	ٹھہراؤ ، کھڑا ہونا، اٹھنا

۳۔ مُقدّس تھامس اکوئینس
(St. Thomas Aquinas)

۱۔ تعارف

مسیحیت کی تاریخ میں بے شمار مقدّسین کا ذکر ملتا ہے جنھوں نے اپنے حُسنِ سلوک، شجاعت اور بہادری، علم و فضل، ہنر و فن اور ایثار و قربانی کی وجہ سے اپنا نام ہمیشہ کے لیے تاریخ میں رقم کروالیا۔ ان تمام اہم شخصیات میں سے ایک شخصیت مقدّس تھامس اکوئینس ہیں جو اپنی پاکیزگی، ذہانت اور حکمت و فہم کی بدولت کافی مقبول ہوئے۔ خصوصاً رومن کیتھولک چرچ میں کافی مقبول و معروف ہیں۔ آپ کو "فرشتہ سیرت مُعلّم" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

مقدس تھامس کی پیدائش 1225ء میں ریاست سِسلی کے ایک مقام 'روکا سیکا' میں ہوئی۔ آپ کے والد نے پانچ برس کی عمر ہی میں آپ کو تعلیم و تربیت کے لیے بیناڈکٹن راہبوں کے حوالے کر دیا تھا۔ آپ کے تمام اساتذہ آپ کی ذہانت اور تعلیمی قابلیت سے نہایت حیران تھے اور بے حد خوش تھے۔

۲۔ مذہب کی طرف رجحان

آپ نے جوانی ہی میں دنیا کی عیش و عشرت کو خیر باد کہہ دیا۔ اپنے والد کے فوت ہونے کے بعد والدہ اور بھائیوں کی مرضی کے برعکس آپ نے مقدس ڈومینیکن (Dominican) میں جو کہ مسیحیت کا ایک مذہبی مکتبِ فکر ہے، شمولیت اختیار کرلی۔ چناں چہ جب آپ روم جانے کی تیاری کر رہے تھے تو آپ کے بھائیوں نے آپ کو گھر میں بند

کردیا اور وہ اگلے سال تک کہیں نہ جاسکے۔ پوپ چہارم (Pope Innocent IV) کی بدولت اُنھیں اِس قید سے رہائی ملی۔ پھر وہ ڈومینیکن کی مذہبی تعلیم کے لیے جرمنی کے شہر کولون (Cologne) چلے گئے جہاں وہ مقدس البرٹ عظیم کے شاگرد بنے اور اُن سے فلسفے اور الٰہیات کی تعلیم حاصل کی۔

۳۔ تدریسی فرائض

22 برس کی عمر میں آپ کو اسی شہر یعنی کولون میں درس وتدریس کی ذمہ داری دی گئی اور اسی دوران آپ نے اپنی کتب تحریر کرنا شروع کیں۔ آپ کی تصنیفات میں سُوما تھیولوجیکا (Summa Theologica) اور جینٹائلز (Gentiles) زیادہ مشہور ہیں۔ سُوما تھیولوجیکا تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں تخلیق سے متعلق تذکرہ ہے جبکہ دوسرے میں انسان کا مقام، اچھائی برائی اور اعمال وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرا حصہ حضرت یسوع مسیح کی زندگی کے حالات سے متعلق بیان ہے۔

چار سال بعد مقدس تھامس کو پیرس بھیج دیا گیا۔ اُس وقت تک آپ ایک کاہن بن چکے تھے۔ 31 برس کی عمر میں آپ نے ڈاکٹریٹ (Ph.D) کی ڈگری حاصل کی۔ بعدازاں وہ پیرس کی یونیورسٹی میں پڑھانے لگے۔

پیرس میں حاکمِ وقت مقدس لوئیس نہم کے ساتھ آپ کی اچھی دوستی ہوگئی۔ 1261ء میں پوپ الیگزینڈر نے آپ کو اپنی خدمت کے لیے روم طلب کیا۔ تاہم آپ نے بڑی بُردباری سے اس خدمت سے معذرت کرلی۔ آپ کو نیپلز (Naples) کے آرچ بشپ کا عہدہ سنبھالنے کی پیشکش ہوئی، مگر آپ نے اُس سے بھی انکار کردیا۔ البتہ نیپلز (Naples) یونیورسٹی میں 1272ء تک پڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ 7 مارچ 1274ء کو فوت ہوگئے۔

۴۔ دینیات اور فلسفے میں مقدس تھامس اکوئینس کی خدمات

مقدس تھامس اکوئینس مذہبی عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فلسفی بھی تھے۔ آپ کے دور میں فلسفے میں مقدس اگسٹین اور ارسطو کے افکار کا چرچا تھا۔ مقدس اگسٹین کا کہنا تھا کہ ''سچائی کی تلاش اور ادراک کے لیے حِسی تجربات کافی ہیں''۔ اِس کے برعکس مقدس تھامس کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ ''حقیقت کی تہہ تک پہنچنے کے لیے محض حِسی تجربات کافی نہیں بلکہ اُس کے لیے وحی کا ہونا ضروری ہے''۔ چیزوں کی حقیقت جاننے کے لیے تو عقل کافی ہے، مگر دینی حقائق کو سمجھنے کے لیے عقل کافی نہیں اور نہ ہی حواس صحیح رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔ مالکِ حقیقی کے وجود کے ادراک کے لیے عقلی دلائل بھی ہیں، مگر وحی کے بغیر اُس کے وجود کا ادراک ممکن نہیں۔ مزید یہ کہ مسیحیت کے عقیدۂ تثلیث کو بھی وحی کی رہنمائی کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا۔

تیرہویں صدی عیسوی میں جب ارسطو کے نظریات کا لاطینی زبان میں ترجمہ شایع ہوا اور ابن رُشد نے ارسطو کے افکار کی تشریحات پیش کیں جس سے درحقیقت عقلی علوم کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ اِس کے برعکس رومن کیتھولک چرچ نے ارسطو کے افکار کی مخالفت کی مگر اُسے کوئی خاص کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ اِس ضمن میں تھامس اکوئینس نے رومن کیتھولک چرچ کی رہنمائی کرتے ہوئے ارسطو کے خیالات کی تردید میں دلائل پیش کیے جو اُس وقت مسیحیت کو بچانے کی اہم کاوش تھی۔ یہی وہ خدمات ہیں جن کی بدولت مقدس تھامس اکوئینس کو کافی سراہا جاتا ہے۔ مگر سولہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک آپ کے افکار پر کافی تنقید کی جاتی رہی، جس سے آپ کے دلائل کی روشنی مدھم ہو گئی۔

- مقدس تھامس اکوئینس نے مسیحیت کو ارسطو کے افکار سے بچانے کے لیے کافی دلائل پیش کیے اور رومن کیتھولک چرچ کو بچایا۔
- مقدس تھامس اکوئینس کو "فرشتہ سیرت مُعلّم" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔
- انھوں نے کم عمری میں درس وتدریس کا کام شروع کر دیا تھا اور کئی کتب تحریر کی تھیں۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

الف۔ درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) مسیحی تاریخ میں مقدس تھامس اکوئینس کیوں مشہور ہیں؟

(۲) مقدس تھامس کی ابتدائی تعلیم وتربیت کس نے کی؟

(۳) مقدس تھامس کی تصنیفات کے نام بتائیں۔

(۴) مقدس تھامس اکوئینس کی خدمات پر نوٹ لکھیں۔

ب۔ اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(۱) ____

(۲) ____

ہدایات برائے اساتذہ

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ مقدس تھامس اکوئینس کی خدمات سے متعلق مذہبی کتب کی مدد سے انفرادی طور پر ایک تحقیقی مقالہ تیار کریں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کاہن	غیب کی خبریں بتانے والا	ادراک	دانائی کی بلند سطح
افکار	فکر کی جمع، نظریہ	تردید	رد کرنا
مکتبۂ فکر	کوئی خاص نظریہ یا خیال	شجاعت	بہادری
سیرت	عادت	قابلیت	سلیقہ، لیاقت، اہلیت
کتب	کتاب کی جمع	تصنیفات	تصنیف کی جمع، کسی کی لکھی ہوئی کتابیں
معذرت	عذر پیش کرنا	طلب کرنا	بُلانا
حِسی	حِس سے تعلق رکھنے والی چیز	حقائق	حقیقت کی جمع